UNIVERSAL LIBRARY
OU_222398
UNIVERSAL LIBRARY

٨٩١٤٢٣١٦
222398

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

ستایش خدائے سخن آفرین

ین ایام فرخندہ فرجام مجموعۂ کلام فیض التیام گلدستۂ
بشہ بہار سالکِ دُرہائے آبدار مشہورِ اطراف واکناف

دیوان

تصنیف لطیف نتیجۂ ... الدین صاحب ... ۱۳۱۰

باہتمامِ والاجناب مستغنی عن الالقاب محمد کریم الدین خان صاحب تحصیلدار
علاقۂ صرفخاص خلفِ اوسطِ نواب مشرف جنگ بہادر المتخلص بہ فیاض

در مطبع محبوب پریس حیدرآباد دکن مطبوع شد

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُس خالقِ ارض وسما کی ذاتِ پاک کی حمد لکھنا طاقتِ بشری سے باہر ہے۔ جس نے ملکِ ہستی کا نظم ونسق بے خوض وفکر فرمایا۔ اسی طرح اُس کے حبیب پاک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت قلمِ انسانی کے احاطۂ تحریر سے بہت بلند ہے۔ جس کے مطلعِ ظہور کی برکت سے اُستادِ ازل نے دیوانِ عالم کو مرتب کرکے اپنی قدرت کا کمال دکھایا۔ اور اُن کے برگزیدہ وممتاز اصحاب یعنی خلفائے اربعہ کے اوصاف کی رباعی بھی موزون کرنا آسان نہین ہے۔ جنہون نے بنیادِ اسلام کو مضبوط واُستوار کیا اور چار دانگ عالم مین خدا سے برتر کا ڈونکا بجایا۔

امابعد یہ حقیر وہیچمدان محمد کریم الدین خلفِ نواب محمد فیاض الدین خان المخاطب بہ مشرف جنگ بہادر اربابِ دانش وبینش واصحابِ سخن شناس

وقدر دانانِ کلام کی خدمت مین بصد ادب عرض پرداز

جستجو فراہم کرکے ملک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے میرے

عزف اچھے میان مغفور کا ہے جو اپنا تخلص صافؔ کرے۔

مجمع الکمالات قدوۃ السالکین شیخ العارفین کاشفِ علوم معقول ومنقول

واقفِ رموزِ فروع واصول مشہورِ زمانہ اُستاذ الاساتذہ افسر الشعراء حضرت

مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین محمد صاحب فیضؔ علیہ الرحمہ کے

فرزندِ رشید ہین۔ جن کا نام نامی دکن مین مثل آفتابِ درخشان کے

منور ہے اور جن کے فیض سے ملکِ دکن کے نامی گرامی شعرا نے

کمال حاصل کیا ہے۔ حضرتِ موصوف کا فیضِ باطنی و روحانی مُردہ دلونکو

زندہ کرنے والا تھا اور فیضِ سخن نے نہین معلوم کتنے شاعر دکن مین

بنادئے حق تو یہ ہے کہ جو کچھ شعر وسخن کا چرچا ملکِ دکن مین ہوا ہے

اس کے بانی اور سرگروہ حضرت فیض علیہ الرحمہ ہین۔ میرے والد ماجد

نواب مشرف جنگ بہادر سالانہ مشاعرہ اسی یادگار مین بہ تقریب

عرس مبارک منعقد کیا کرتے ہین۔ جس کا شہرہ دکن سے ہندوستان

تک ہی۔ ایسا نامی سالانہ مشاعرہ اس زمانے مین کوئی نہین ہوتا۔ چنانچہ اسکا

گلدستہ بھی شایع ہوا کرتا ہے۔

الغرض صافؔ صاحب ایسے باکمال شاعر کے خلف رشید ہین کہ انکی

بکثرت ہین کو زیادہ تحریر کی مطلق حاجت نہین ہے —
ت نہ دی اور عین عنفوان شباب مین اپنے والد
بد حضرت صافؔ نے انتقال فرمایا ورنہ تمام دنیا
صافؔ صاحب کمالات مین حضرت فیض کے سچے
جانشین ہین - پھر بھی اس قلیل زندگی مین جس قدر کلام آپ کی تصنیف سے
شایع کیا جاتا ہے اُس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ صافؔ صاحب کی
طبیعت مین نہایت درجے کی پاکیزگی اور معنی آفرینی تھی - فصاحت
شاعری کی جان ہے اور بہ نسبت ادق اور پیچیدہ کلام کے شستہ اور
صاف اشعار کا اثر بہت ہوتا ہے - صافؔ صاحب کی اس کم عمری کو
ملاحظہ کیجیے اور پھر اُن کے دیوان کو دیکھیے تو آپ حیرت کرین گے کہ
کیسا ملکہ شاعری کا اللہ تعالےٰ نے انکی طبیعت مین ودیعت کیا تھا -
یہ امر بھی ارباب سخن پر پوشیدہ نہ رہے کہ شاعری پچاس برس
پیشتر کی ہے - کیونکہ صافؔ صاحب کو فوت ہوے چالیس برس سے
زیادہ زمانہ گذرتا ہے - اُس زمانہ مین زبان اُردو اسقدر صاف نہین
ہوئی تھی جیسی کہ آجکل کے زمانہ مین ہے - اور نہ شاعری اس رنگ کی
تھی جو آجکل مقبول خیال کی جاتی ہے - مگر باوصف مذکورہ بالا باتون کے
صافؔ صاحب نے جو طرز اختیار کیا ہے وہ ایسا پسندیدہ ہے کہ اب بھی

ویسا ہی لطف دیتا ہے جیسا کہ آجکل کے خوشگو شاعر

اس کمترین کو بڑی دقت فراہمی کلام مین واقع

موصوف نے اپنا کلام نہ تو مرتب کیا اور نہ اُس کو محفوظ رکھا

جہان تک کہ ممکن ہو سکا بڑی سعی کرکے اس قدر کلام فراہم کرلیا جو دیوان کی

صورت مین شایع کیا جاتا ہے۔ میرے احباب کا بہت تقاضا تھا کہ جلد

یہ دیوان زیور طبع سے آراستہ ہو اور مین نے بھی یہ خیال کیا کہ اس سے

بہتر یادگار مرحوم کی کوئی نہین ہو سکتی کہ دیوان چھاپکر کلام زندہ کیا جائے

اور دنیا مین جب تک کہ زبان اُردو قائم ہے اُن کا نام نامی شعرا کے

گروہ مین شمار کیا جاوے۔ بحمد اللہ کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور

دیوان طبع ہو گیا۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ جو کچھ فروگذاشت

ہوئی ہو اُسے نظر انداز فرمائین اور مصنف کے ساتھ خاکسار کو بھی

کلمۂ خیر سے یاد کرین۔

کمترین محمد کریم الدین خان

قطعہ تاریخ طبع دیوان صاف از حافظ جلیل حسن جلیل

اس سخن کو دیکھکر کہتے ہین مستان سخن	صاف کے دیوان کا ہر لفظ جام فیض ہے
ایک ہی نکلا ہے یہ تاریخ کا مصرع جلیل	دیکھو دیکھو صاف انداز کلام فیض ہے

۱۳۱۹ ف

ظفر علی خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب شان الٰہی ہے سراپا فیض صاحب کا
جسے دیکھو وہ ہے محو تماشا فیض صاحب کا

ادا ہر ہر قدم پہ سجدہ شکرانہ کرتا ہون
نظر آتا ہے جب نقش کف پا فیض صاحب کا

اٹھا کر طاق نسیان پہ رکھین معجز بیانی کو
لب جان بخش اگر دیکھین مسیحا فیض صاحب کا

وہ دیوانہ ہون مین بہر صورت آدم پہ ٹھہرونگا
اگر جنت مین یاد آجائے صحرا فیض صاحب کا

بنا ہر شش جہت نظرون مین اپنی آئینہ خانہ
جدہر دیکھو نظر آتا ہے چہرا فیض صاحب کا

پس رحلت مزار پاک سے بھی فیض جاری ہے
عجب ہے اسم والا با مسمے فیض صاحب کا

ہماری چشم سے دیکھین جناب موسی عمران
عیان ہر ذرے ذرے سے ہے جلوا فیض صاحب کا

وہان مرقد والا سے یہ آواز آتی ہے
موے پر بھی ہے نام پاک زندا فیض صاحب کا

جنون یہ شرط الفت ہے رہے دم جبتلک دم مین
تعشق دل مین ہوا اور سر مین سودا فیض صاحب کا

مرا خامہ نہین عزت مین وہ طوبای جنت ہے
رقم کرتا ہون وصف
قد بالا فیض صاحب کا

نہین کچھ خوف ہمکو گرمی خورشید محشر کا
ہمارے سر پہ ہے ای صاف سایا فیض صاحب کا

وصف لکھتا ہون کسی چشم بت خود کام کا
کاغذ تحریر گویا پوست ہے بادام کا

خاک پر افتادہ ہون لیکن فلک پر ہے دماغ
کرسی عرش برین زینہ ہے میرے بام کا

جب نہ تب اگر مٹاتا ہے خط رخسار یار
ہاتھ ہو جائے قلم یارب کہین حجام کا

واہین زیر خاک بھی آنکھین ہوائے دید مین
پیڑ تربت پر ہماری چاہئے بادام کا

دشمن جان ہو چکا کہدو نکل جائے کہین
کام کیا پہلو مین ہے اپنے دل خود کام کا

روتی ہے حسرت ہماری بود اور نابود پر
گور تو کیا ہے نشان تک بھی نہین ہی نام کا

جا بجا پھرتے ہین درد و غم کے ہجر یار مین
دخل کیونکر کلبۂ احزان مین ہو آرام کا

راتدن ہین ایکسان اے نور کے پتلے تجھی
گیسو و رخ مین ترے جلوہ ہے صبح و شام کا

فکر کل کی آج سے ہو جاتی ہے انسان کو
سوچنا اچھا نہین آغاز مین انجام کا

ای کمان ابرو ترے تیر مژہ کے عشق مین
ہو گیا چھلنی پہوٹا دیدۂ بادام کا

الحذر اجبسے ہوا ہون والۂ زلف بتان
پاس مجکو اک سر مو بھی نہین اسلام کا

رشک گلشن تجکو ای سرو سہی کہتے ہین لوگ
عطر مجموعہ پسینا ہے ترے اندام کا

طفل آدم کو نہو وصف اضافی پر غرور
جوہر ذاتی سے ہے رتبہ بیان صمصام کا

گور مجھکو کعبۂ مقصود سے کچھ کم نہین
صاف عالم ہے کفن ہین جامۂ احرام کا

خفا جب وہ گلگوں قبا ہو گیا
ہر اک گل چمن سے ہوا ہو گیا

ہوئی خیر فضلِ خدا ہو گیا
ہر اک بت کا میں آشنا ہو گیا

رقم کیا کریں وصفِ گیسو کے ہم
قلم ہاتھ میں اژدہا ہو گیا

مٹا ہی پڑا ہاے میں داغِ خودی
ہوئی صبح ٹھنڈا دیا ہو گیا

کفِ پا میں اپنے جو ملتے ہو تم
مرا خون رنگِ حنا ہو گیا

یہ کیسی بہار آئی اب کے برس
انگرکھا ہمارا قبا ہو گیا

لڑاتا ہی آنکھ آپ سے جب نہ تب
مگر آئنہ بے حیا ہو گیا

ملاقات اُس ترک سے ہو گئی
قضا سے مرا سامنا ہو گیا

خیالِ بتان نے بگاڑا اسے
مرا کعبۂ دل گیا ہو گیا

وہ کہتے ہیں پھر کیا کروگے کہو
اگر میری جانب خدا ہو گیا

گری دلپہ تجلی ترے کان کی
مرے حق میں بالا بلا ہو گیا

اجل دیر کرتی ہے کس واسطے
مسیحا ہمارا خفا ہو گیا

موئے قیس و فرہاد جس روگ سے
ہمیں بھی وہی عارضہ ہو گیا

ذرا اُس کے قاتل چھڑک دے نمک
وہیں زخم کا بے مزا ہو گیا

نظر آ گیا قدِ بالا ترا
بلند اب مرا مرتبہ ہو گیا

کھلا غنچۂ خلوت میں دل کا مرے
جو بندِ قبا اُس کا وا ہو گیا

مسیحا رہیں اپنے دم کو لئے
لبِ یار معجز نما ہو گیا

نہیں صاف یارو نہیں یاری کا لطف
یہان خط مہر و وفا ہو گیا

جب تصور قید میں آیا تری تصویر کا
چاند کا ہالہ ہوا حلقہ

بڑھ گئی ہے عشق گیسو میں کچھ ایسی گفتگو
ختم ہوتا ہی نہیں ہے سلسلہ تقریر کا

عہد پیری میں عمارت کی کریں کیا فکر ہم
وقت نزدیک آگیا ہے گور کی تعمیر کا

ہوں فرشتے بھی ترے نخچیر ابرو کمان
طائر سدرہ نشانہ ہونگے تیر کا

ہے گلے طوق بہشت کو جو دیوانے ترے بن
کام زلفوں سے لیا کرتے ہیں وہ زنجیر کا

واسطے جسکے ہوئے بدنام ہم آفاق میں
شوق اُس ابرو کمان کو ہی کمان تیر کا

زمزمہ جسنے سنا ای زہرہ وش تیرا اُسے
کب پسند آتا ہے نغمہ بلبل کشمیر کا

ہو گئی ہے اے پری کچھ اور ہی صورت مری
جب سے آیا ہے نظر نقشہ تری تصویر کا

عہد طفلی سے ہوئے ہیں عاشق اُسکی صفا ہم
دیکھتے ہی جسکو دل بھڑکے جوان و پیر کا

کب جان کا دشمن وہ ستمگر نہوا تھا
کب خون کا پیاسا مرے خنجر نہوا تھا

کب ہجر سے مضطر دل مضطر نہوا تھا
کب جی پہ مرے صدمۂ محشر نہوا تھا

کب تمنے دوپٹہ ہے پہنیں اوڑھا تھا سنہرا
کب زرد رخ مہر منور نہوا تھا

کب خط شوق نہ بھیجے تھے یہاں سے
کب گھر میں ترے خون کبوتر نہوا تھا

کب کھولے نہ تھے نافۂ گیسوئے معنبر
کب مغز خلائق کا معطر نہوا تھا

کب حرص سے اکھڑا نہ گیا تھا وہ چمن میں | کب قد سے خجل سرو و صنوبر ہوا تھا
کب تم نے دکھایا ہمیں رخسار مصفا | کب آئینہ منہ دیکھ کے ششدر رہا تھا
کب ہو سکے تکرار نہ کی تم نے شب وصل | کب تذکرۂ فتنہ مکرر ہوا تھا
[illegible] ہوئے کوٹھے پہ اپنے | کب اوج پہ تقدیر کا اختر ہوا تھا
[illegible] | کب سر پہ ہمارا نہ خنجر ہوا تھا
کب دل نہ ہا [illegible] | کب داغ جدائی کا جگر پر ہوا تھا
کب ہم نہ صفائی کے طلبگار ہوئے تھے | کب آئینہ رو ہم سے مکدر ہوا تھا
کب رشک سے قد کی ترے سوکھا نہ صنوبر | کب خشک ترے رخ سے گل تر ہوا تھا

کب قامت موزوں سے قیامت نہوئی تھی
کب گھر مرے ہنگامۂ محشر ہوا تھا

پہنے اگر وہ رشک چمن پیرہن ہرا | گلہائے سرخ ہوں اور یاسمن ہرا
وہ سبز پوش آئے جو دینے فاتحہ اگر | اسکے اثر سے کیوں نہ ہو میرا کفن ہرا
کیا غم خزاں کا چل تو سہی باغ کی طرف | فیض قدم سے ہوگا ترے ہر چمن ہرا
کہتے ہیں آئینہ میں وہ عکس اپنا دیکھ کر | ہے عکس خط سبز سے چاہ ذقن ہرا
جب آگیا خیال کسی سرو ناز کا | اک بار ہو گیا وہیں بیت الحزن ہرا
نکلے اگر بخار دل زہر خوردہ کا | ہو جائے صاف گنبد چرخ کہن ہرا
پوشاک سبز رنگ کی پہنے جو شب کو تو | یہ تو ہے اسکے شمع ہری ہو لگن ہرا

کھا کھا کے زہر مرتے ہیں لاکھوں ہی اجل
اوڑھیں دوشالہ آپ نہ اے جان من ہرا

ہر نو کسی کے لب پہ خطِ سبز کا ہے صاف
عکسِ زمردین سے ہے لعل میں ہرا

داغ آتا ہے جب نظر دل کا
شبہہ ہوتا ہے ماہِ کامل کا

کلمہ پڑھ رہے ہیں قاتل کا
کیا ارادہ ہے حضرت دل کا

اس قدر ناتوان کیا غم نے
ہر قدم پہ گمان ہے منزل کا

کس طرح جان تن میں ٹھہریگی
یونہی گر اضطراب ہے دل کا

حشر میں کس پہ خون کا دعوی
نام بھولا ہوا ہوں قاتل کا

سر بکف پھر رہا ہوں مدت سے
ہنہیں ملتا مکان قاتل کا

کیوں نہ دق اپنی زندگی سے ہو
کوہکن کو مرض ہوا سل کا

محو ہیں دیکھ کر فرشتے بھی
ذقن اُن کا ہے چاہ بابل کا

سیکڑوں قتل ہو گئے پھر بھی
نگیا امتحان قاتل کا

دیکھنا ہو تو دیکھ لے قاتل
کوئی دم اور رقص بسمل کا

قبر میں صاف چین سے سویا
تھا بہت کا ماندہ پہلی منزل کا

اژدہی زلف کا سم مجھپہ اثر کیا کرتا
میں ہوں بیخوف مرا خوف و خطر کیا کرتا

رخ و گیسو کے تصور میں ہوں اور اسکے سوا
آپ فرمائیے میں شام و سحر کیا کرتا

سر کو ہم کاٹ کے پہلے ہی اگر رکھ دیتے — رکھ کے وہ قبضے مین شمشیر و سپر کیا کرتا

افعیِ زلف کا ہوتا جو تصور مجھ کو — کاٹے کھاتا شب غم اور یہ گھر کیا کرتا

خیر گذری جو شب وصل نہ بولا تا صبح — ذبح کر ڈالتے ہم مرغ سحر کیا کرتا

رخصت گریہ نہ دی ضبط نے روز فرقت — دیکھتے آپ بھی یہ دیدۂ تر کیا کرتا

نہ رہا گھر مرے مہمان کسی شب غم یار — جان کھاتا مری وہ اور ضرر کیا کرتا

زانوے یار کا تکیہ جو میسر ہوتا — رکھ کے مین سر کے تلے بالش پر کیا کرتا

دلمین اُس آئنہ رو کے ہی کدورت باقی — رکھ کے اُس کوچہ مین یہ خاک بسر کیا کرتا

سُنکے غل نالۂ شبگیر کا ہوتا چُپکا — حشر کا شور مری عہد مین شر کیا کرتا

بوسے ملتے ہنین بہر کار سے اک دو بھی کبھی — بے معاشی مین کوئی عمر بسر کیا کرتا

جگر و دل پہ کبھی تو نے لگایا ہی ہنین — دیکھتے ہم بھی ترا تیر نظر کیا کرتا

سیکڑون ظلم سے کئے یا کے اکیلا گھر مین — ہمسفر آپ جو ہوتے تو سفر کیا کرتا

کوئی مونس ہے نہ غمخوار ترے کوچہ مین — غم کے ہاتون کوئی اوقات بسر کیا کرتا

ہو رہا ہون غم عشق خم ابرو سے نڈھال — مول مین لیکے بہلا تیغ و سپر کیا کرتا

ہو گیا نذر غم یار بہت خوب ہوا — رہ کے پہلو مین ہمارے یہ جگر کیا کرتا

حامل عرش پکار اُٹھتے ہین آواز کے ساتھ — کچھ جو ہوتا مرے نالے مین اثر کیا کرتا

ہم وہ مفلس تھے کفن تک نملا سکو فلک — ایک چادر مین بہلا کوئی بسر کیا کرتا

جلوہ گر آپ کا ہوتا نہ اگر چہرۂ صاف — رکھ کے مین آئنہ کو پیش نظر کیا کرتا

دیدۂ پر خمار نے مارا
ہمکو اک بادہ خوار نے مارا

عشقِ مژگانِ یار نے مارا
خلشِ نوکِ خار نے مارا

سختِ گفتارِ یار نے مارا
سخنِ ناگوار نے مارا

عشقِ روئے نگار نے مارا
ہمکو فصلِ بہار نے مارا

خوبیِ حسنِ یار نے مارا
صنعتِ کردگار نے مارا

کیون نہ مجبور لوگ جانین ہمین
دلِ بے اختیار نے مارا

خاک تودہ مرا مزار بنا
تیرِ مژگانِ یار نے مارا

شوقِ پابوس رہ گیا دل مین
عمرِ ناپائیدار نے مارا

بعد مردن کھلی رہین آنکھین
یار کے انتظار نے مارا

مر گئے عاقبت تپِ غم سے
ہائے دل کے بخار نے مارا

لاش تڑپا کرے گی زیرِ لحد
مجکو اک بیقرار نے مارا

گھل گیا عاقبت تنِ خاکی
دیدۂ اشکبار نے مارا

گردِ مرقد ہین سیکڑون اطفال
صاف اک نئے سوار نے مارا

دشتِ وحشت نے کیا حال پریشان میرا
چاکِ دامن سے ملا چاک گریبان میرا

داخلِ سلسلۂ کفر کیا زلفون نے
خالِ رخسار ہوا رہزنِ ایمان میرا

کم نہین روزِ قیامت سے شبِ ہجرِ صنم
نالے کرتا ہی رہے گا دلِ نالان میرا

خضر سے کام نہ ظلمات سے مطلب مجکو
ہے ترا چاہِ ذقن چشمۂ حیوان میرا

اور ہی باغ مین پھولین گے شگوفے تازہ
جائے گلشن مین اگر وہ گلِ خندان میرا

تا درِ دوست رسائی نہین مجکو ہیہات
دشمنِ جان ہے سگِ کوچۂ جانان میرا

کفر و ایمان کے وو آپ ہین نہ ڈھونڈے کوئی
مان لین کہنا اگر گبر و مسلمان میرا

وہ تو آئے مگر اغیار بھی دو چار رہے ساتھ
خوب آباد ہوا خانۂ ویران میرا

موم ہوتے ہین مری آہ سے سنگ آہن
لحنِ داؤد شبِ ہجر ہے الحان میرا

حلقۂ زلفِ مسلسل سے نہین کچھ سروکار
کیون گلا گھونٹتی ہے تو شبِ ہجران میرا

کس سے مین زمزمہ سنجی کی طلب داد کرون
اس گلستان مین نہین کوئی زبان دان میرا

یون نہ چھیڑا کرو تم بیٹھ کے در پردہ ستار
ٹوٹ جائے نہ کہین تارِ رگِ جان میرا

مین وہ دیوانہ ہون کہتے ہین جسے دیوانہ
نام تک بھی نہین لیتے ہین پریخوان میرا

گر یہی دستِ درازی ہے جنون کی پس مرگ
لاشہ رہجائیگا مرقد مین بھی عریان میرا

کر دیا عشقِ پری وش نے سلیمان مجکو
کون ہے وہ جو نہین تابعِ فرمان میرا

ہے ہر اک شعر مین لاحول و لا کی تاثیر
سامنا کر نہین سکتا کوئی شیطان میرا

بحمد اللہ برابر بھی نہین زنگِ ملال
صاف آئینہ ہوا ہے دلِ حیران میرا

سب ہے خفا مجھ سے مسیحا میرا
کھیل لڑکون کا سا ہے مرنا میرا
ہائے کس کام کا جینا میرا
گور سے صاف گھروندا میرا

چار درویش ہے قصّا میرا
الف لیلی ہے فسانا میرا

ناصحا کیا تجھے بک بک سے حصول
چپ بھی رہ مان لے کہنا میرا

وصل تو وصل وہ کہتے ہین مجھے
ایک بوسہ نہ ملے گا میرا

زلف واللیل ہے رخ ہے والشمس
رات دن سے یہ وظیفا میرا

رازِ دل یون نہ کھلے گا ہرگز
دیکھ لو چیر کے سینا میرا

ڈوب جائے نہ کہین زورقِ چرخ
ایک طوفان ہے رونا میرا

زندگی کی نہین کوئی صورت
یہہ ہوا ہجر مین نقشا میرا

نہ ٹھکانے رہین پھر ہوش و حواس
دیکھ لین خضر جو رونا میرا

یون سمجھ لین تو سمجھ لین حاسد
صاف کینہ سے ہے سینا میرا

وصف لکھتا ہون کسی شیرین لبِ جلاد کا
میرے خامے پر گمان ہے تیشۂ فرہاد کا

یون تو جانے کو چلی جاتے ہین نالے عرش تک
جب اثر ہی کچھ نہو پھر لطف کیا فریاد کا

ہو یقین گر دیکھ لین تصویر اُس محبوب کی
اور ہی ہو جائے نقشہ مانی و بہزاد کا

پھر بہار آئی جنون پھر زور پر ہے ان دنون
کیا کرون مین فکر گھر ملتا نہین حدّاد کا

حلقہ ہاے دام مین بے یار گلہاے چمن
باغبان پر شبہہ ہوتا ہے مجھے صیاد کا

ڈھونڈتا پھرتا ہون لیکن نظر آتا نہین
کوچۂ جانان بھی ہے باغ ارم شدّاد کا

کھینچتا ہے صفحۂ دل پر مرے تصویر یار
کام کرتا ہے تصور خامۂ بہزاد کا

وصف شیرین لب مین جسی محو ہون ای کوہکن
ہو گیا میرا دہن کوزہ سب مجھے قناد کا

آبلون نے پاؤنکے پھر سر اٹھایا ایجنون
کام خار دشت سے لینا پڑا فصاد کا

ہو گیا کافور تاب آتشین رخسار سے
اے صبا نظارہ رنگ کیا گلشن ایجاد کا

عشق مین ان خوش قدون کے ہو گیا گلشن فقیر
سرو آزاد اس چمن مین ہے الف آزاد کا

صاف دیپک کا اثر ہے نالۂ شبگیر مین
خانۂ صیاد مین موقع نہین فریاد کا

صاف جلاد آ نہین جاتا
دل کا قصہ چکا نہین جاتا

رنج فرقت سہا نہین جاتا
ملک الموت آ نہین جاتا

یہہ ہوا حال ضعف کے ہاتھون
اک قدم بھی چلا نہین جاتا

تا کجے ہم کرین فغان فریاد
اے فلک کیا سنا نہین جاتا

کوئی ثابت قصور تو نہوا
پھر بھی غصہ ترا نہین جاتا

الٹی ڈاکٹر سے کیا کیجیے
زخم دل کا سیا نہین جاتا

سب گئے ہوش و عقل و طاقت و صبر
دھیان اک آپ کا نہین جاتا

کھائیے ہجر مین غذا کیونکر
ہمسے پانی پیا نہین جاتا

ہو صفائی ہے روے جانان مین
روبرو آئینہ نہین جاتا

ناز کیونکر اٹھائیے ان کا
بیٹھکر اب اٹھا نہین جاتا

دل دیا ہم نے تمکو تم سے مگر
ایک بوسہ دیا نہین جاتا

کفر و دین کی صاف عینک سی
خط قسمت پڑہا نہین جاتا

چمن مین سیر کو جسدم وہ گلعذار آیا
ہر ایک پھول نظر مین بزنگ خار آیا

امید امید ہی مین کام ہو گیا میرا
ہزار حیف کہ موت آگئی نہ یار آیا

ہر ایک داغ جگر ڈہال ہو گیا میرا
خیال موے مژہ سے لیکے جب کٹار آیا

امید تشنہ لبی کی بر آئی شکر خدا
گلوے خشک تہِ تیغ آبدار آیا

دنو رشوق سے افسوس ضبط ہو نہ سکا
زبان پکار اٹھی جب خیال یار آیا

نہ گل سے کام نہ بلبل سی کچھ غرض مجکو
مری بلا سے اگر موسم بہار آیا

ہوا ہے جب کوئی دیوانہ ای پری تیرا
کفن کیو اسطے دامان کوہسار آیا

ہزارون باتین کدورت کی تمنی کین لیکن
ہمارے آئینۂ دل مین کب غبار آیا

جو سوئے پھیل کے تم شکوہ مین رہا مضطر
مجھے قرار نہ آیا تمہین قرار آیا

ہوا ہے شرم سے پانی سحاب گوہر بار
پہن کے یار مرا موتیون کا ہار آیا

خدا کیو اسطے صیاد اب رہا کردی
چمن مین ہنستے ہین گل موسم بہار آیا

مواجو یاد مین گیسوے یار کی اے صاف
سپاے عذاب لحد مین سیاہ مار آیا

آپ سے گو نہین وصال ہوا
پھر سمجھ لو مرا وصال ہوا

زلف کو یار کی چھوا ناحق
کر گنہگار بال بال ہوا

پھر گیا مجھ سے وہ بُت کافر
ہائے کیا قہر ذو الجلال ہوا

چھُٹ گیے زندگی کے جھگڑونسے
موت آئی تو انفصال ہوا

رکھ دیا قبر مین یہ کہہ کے ہمین
کون کس کا شریکِ حال ہوا

نہین ملتے ہین یارِ گندم گُون
کیا حسینون کا اب کال ہوا

کیا سبب ضبط کر لیا تم نے
دل مرا مفلسون کا مال ہوا

مر گیے ہم چبا چبا کر ہونٹ
نہ میسر ترا اُگال ہوا

چشمِ بد دور مثلِ یوسفِ مصر
حُسن مین یار بے مثال ہوا

فعلِ ماضی کو بھُول جاتی ہے خلق
لو زمانے کا اب یہ حال ہوا

بُوسہ مانگا تو مجھ سے روٹھ گیے
ایک ہی بات مین ملال ہوا

غنچہ کی پھبتیان دہن پہ ہوئین
گُل کا عارض پہ احتمال ہوا

خلق کہتی ہے اُس کو سروِ روان
رشکِ گلشن وہ نونہال ہوا

مل گئی رنج ہجر سے راحت
صاف بہتر ہوا وصال ہوا

دل پہ خنجر نہ پھرا ابرو کا
اس کو تکیہ تو بنا پہلو کا

جوش پر آئی جو دریاے شکست
آسمان پر ہو گُمان ٹاپو کا

خم سیے سجدہ ہزارون سر ہوئین
آپ دکھلائین جو طاق ابرو کا

حرفِ دل کا ہو مری نقش دہی
ہے جو تعویذ ترے بازو کا

پھر اُڑاتا ہے وہ عاشق کے دھوئیں — پھر ہوا شوق اُسے تمباکو کا
ہم اگر دیکھ لے حیرت میں رہے — ہے وہ آئینہ ترے زانو کا
ہے سبھی مجھے دامِ اجل کا پھندا — حلقہ ہر ایک ترے گیسو کا
سحر و شام نہیں چین اے صافؔ — عشق ہے جب سے رخ و گیسو کا

ردیف ب

نقشِ پائے یار ہے مجکو سفر میں آفتاب — ہر قدم پر دیکھتا ہوں رہگذر میں آفتاب
دن سے نسبت کچھ نہیں اپنی شبِ تاریک کو — کر رہا شب تاب ہے میری نظر میں آفتاب
دھوپ کہتے ہیں جسے پرتو ہے اُس خورشید کا — جلوہ فرما صبح سے ہی میرے گھر میں آفتاب
عکس افگن ہو اگر رخسار اُس کا باغ میں — ہو عیاں چھوٹا سا ہر برگِ شجر میں آفتاب
یار کے روئے طلائی پر پسینہ دیکھ کر — غرق اکثر ہو گیا ہے آبِ زر میں آفتاب
آفتابِ حسن و خوبی ہو ہلال ابرو بھی ہو — نصب کیجے چاند کے بدلے سپر میں آفتاب
کس قدر روشن ہے ہر ہر عضو اُس خورشید کا — ناف کے حلقے کو سمجھا میں کمر میں آفتاب
دیکھ وہ سیندور کا قشقہ جبین پر کہتے ہیں — دیکھ لے جس نے نہ دیکھا ہو قمر میں آفتاب
ہو بر آمد صبحدم کوٹھے پہ گر وہ ماہرو — چھپ رہیگا حشر تک جیبِ سحر میں آفتاب
ٹکٹکی باندھی ہے جب سے روئے رشکِ مہر پر — روز و شب رہنے لگا میری نظر میں آفتاب
ہم بغل جب تک رہا خورشید رُو روزِ وصال — میں نے جانا ہے بر آمد میرے بر میں آفتاب
خیر گزری بے نقاب آیا نہ کوٹھے پر وہ ماہ — صبح سے تا شام تھا فکرِ سفر میں آفتاب

گر نہ باور ہو تو الیاس و خضر سے پوچھ لو
ڈھونڈتا پھرتا ہے تمکو بحر و بر میں آفتاب

عشق کی منزل رہ ظلمات سے کچھ کم نہیں
صاف کوسوں تک نہیں ہے رہگذر میں آفتاب

قاتل کہاں سے عاشق بیدل کا اضطراب
دیکھا ہی ہمنے طائر بسمل کا اضطراب

ہنگام قتل دیکھ کے قاتل کا اضطراب
ہر دم ترقیوں پہ رہا دل کا اضطراب

بجلی تڑپ تڑپ کے گرے سطح خاک پر
دیکھے کبھی جو عاشق بسمل کا اضطراب

بیتاب نجد میں ہو کلیجے کو تھام کر
دیکھے جو قیس صاحب محمل کا اضطراب

پھر حصول منصب دنیائے بے ثبات
اشراف سے فزوں ہے اراذل کا اضطراب

انجام کار پر نہیں کرتا ہے وہ نظر
ہر کام میں زیادہ ہے جاہل کا اضطراب

باور اگر نہو تو مہوس سے پوچھ لو
سیماب میں کہاں ہے مرے دل کا اضطراب

سو بار امتحان کیا میں نے لے خضر
ہے ہر قدم پہ رہرو منزل کا اضطراب

دود جگر سے ابر کو نسبت غلط غلط
بجلی سے بھی فزوں ہے مرے دل کا اضطراب

جنبش جو باد زلف مسلسل کی آگئی
سمجھے اسیکو ہمتو سلاسل کا اضطراب

زہرہ بھی بے قرار ہے آسمان پر
گر دیکھ لے فرشتہ بابل کا اضطراب

جاتے ہیں ساتھ والے تو ہاں جلد جائیں صفا
ہمکو نہیں ہے قطع مراحل کا اضطراب

ردیف ت

دکھائی قاتل اُسکو ابروے خمدار کیصورت
کہیں جس نے نہ دیکھی ہو کبھی تلوار کیصورت

دکھا دوگے اگر تم گیسو و رخسار کیصورت
بگڑ جاوے گی ہر اک کافر و دیندار کیصورت

ہین عاشق ہون نہین مطلب مجھے گبر و مسلمان سے
بری لگتی ہے مجکو سبحہ و زنار کیصورت

پڑے رہتے ہین پہرون خود بخود سکتے کی حالت مین
مسیحا دیکھتے ہین جب ترے بیمار کیصورت

ہم اپنا نقد عقل و ہوش اسکی نذر کر دینگے
دکھا دیگا جو کوئی خانۂ خمار کیصورت

ہمیشہ گھومتا رہتا ہون اپنی گرد وحشت مین
مری گردش مین بھی ہی گردشِ پرکار کیصورت

ہارا رشکِ یوسف سیر کو جانی لگا جیسے
ہوئی ہے اور ہی کچھ مصر کی بازار کیصورت

جنابِ یوسفِ مصری کیصورت سے خفا رہتی
زلیخا دیکھ لیتی گر مرے دلدار کیصورت

ہزارون قتل ہوتے ہین فقط دیکھے سے ابرو کے
خدا دشمن کو دکھلائے نہ اس تلوار کیصورت

بگڑ جائیگا نقشہ صاف اسکی زندگانی کا
کسیدن دیکھ لے بھولے سے گر سرکار کیصورت

ہتو مجھ سے ہو گی نہ ہر ہر کی منت
بلا میری کرتی ہے آذر کی منت

کیا مجکو زرّین لباسون نے کشتہ
نہ کرنی پڑی کیمیا گر کی منت

دکھا دو تم آئینہ رو ہی روشن
کرون کب تلک مین سکندر کی منت

بجھی پیاس کس روز اس تشنہ لب کی
رہی سالہا آبِ خنجر کی منت

ترے واسطے ای حیا دوست مجکو
اٹھانی پڑی اب تو ہر ہر کی منت

سیا خارِ صحرا نے چاکِ گریبان
نہ کی مین نے ہرگز رفوگر کی منت

نہ آیا کبھی باز جور و جفا سے
بہت مین نے کی اس ستمگر کی منت

تمنا کرون کس لیے سیم تن کی	کرے شخص مفلس تونگر کی منت

مغان کی لجاجت سے کیا منفعت ہے
کر اے صاف ساقی کوثر کی منت

اتنا بھی ظلم نکر اے بت عیار بہت	عہد مین ہوگئے کافر ترے دیندار بہت
گاہ گاہی تو نقاب رخ روشن الٹو	شکل موسی ہین کھڑے طالب دیدار بہت
میرے ہر ہر دہن زخم سے آتی ہے صدا	بوسہ لینا ترے خنجر کا ہے دشوار بہت
دیکھیے بھول نہ جلیان پس رہ عشق کا نام	اے خضر جائیے اس راہ مین ہشیار بہت
دیکھکر بعد فنا گور کی تاریکی کو	یاد آئی ہے مجھے فرقت کی شب تار بہت
شاعرون پر نہ کھلا راز عدم حال وجود	دہن یار مین کرتے ہین جو تکرار بہت
پاگئے ہم بھی ارادہ ہی کہین جانے کا	اپنے زانو کو بدلتے ہین جو سرکار بہت
خط کتابت ہے کسی غنچہ دہن سے اپنی	اس لیے کرتے ہین مشق خط گلزار بہت
دیدار یار کا نہین شوق ہوا ہے شاید	نظر آتے ہین مجھے روزن دیوار بہت
پھر بھی عاشق ہین یار کے آتے ہین نظر	مجھسے کرتے ہین نکیرین جو تکرار بہت
آگ لگجائیگی دامان و گریبان مین کہین	صاف کیون کھینچتے ہو آہ شرربار بہت

ردیف ث

دیکھتے ہی نہین تم پھیر کے ادھر کیا باعث	اب نہین محتسب کی نظر کیا باعث
مستمع ہی نہین آیا ہے مرا نالۂ دل	ہوتے ہین اہل ہنر و ہمساز پیرو فوبر کیا باعث

حالِ برگشتگیِ چشم ہے جو تو سنے بیان
وہ نہین ہمہ عنایت کی نظر کیا باعث

نہین کرتا ہے اگر مشقِ ستم اپنا قتل
ہاتھ سے تیرے قلم ہوتے ہین سر کیا باعث

ڈال ہی ڈھال تو ابرو بھی ہے تلوار حساب
آپ پھر باندھتے ہین تیغ و سپر کیا باعث

داغِ دل کو مہِ کامل سے نہین کچھ نسبت
ہو گیا مثلِ کمان چاک جگر کیا باعث

ای بتو دیکھیے انجام خدا خیر کرے
کہتے ہین حضرت انسانکو بشر کیا باعث

پُرزے پُرزے نظر آتا ہی مجھے دامنِ دشت
چاک ہوتا ہے گریبانِ سحر کیا باعث

شامِ ہجران کا تو اللہ ہوا منہ کالا
بولتے پھر بھی نہین مرغِ سحر کیا باعث

تلوا کھجلاتا ہی اور پاؤن پکڑتی ہی زمین
شاق ہی اب کے خضر مجکو سفر کیا باعث

میری آنکھون کے لیے مجکو پڑا ہے رونا
آج کیون خشک ہوئے دیدۂ تر کیا باعث

یاد کیا آئی بڑھاپے مین جوانی کی اُمنگ
صاف پھر تذکرے ہین بار دگر کیا باعث

ردیف ج

وحشی کو وقتِ گریہ ہے جنگل کی احتیاج
ہی شیر کو بھرے ہوئے جل تھل کی احتیاج

مردانِ بن کو ہے زنِ دنیا سے کیا غرض
اپنے مکان مین نہین شفتل کی احتیاج

ہم وحشیونکو جامۂ تن بس ہے اے جنون
تنتزیب سے غرض ہے نہ ململ کی احتیاج

دیوارِ قصرِ یار کو ہم پھاند جائین گے
چوری کو کیا ضرور ہے کُومل کی احتیاج

اہلِ صفا بری ہین کدورت کے رنگ سے
تیغِ نگاہ کو نہین صیقل کی احتیاج

تم بادشاہ حسن ہو مین ہون گداے عشق
تم کو ہے شال کی مجھے کمبل کی احتیاج

کیونکر فروغ پاے رقیب اپنے سامنے
کیا پیش آفتاب ہے مشعل کی احتیاج

ملتا ہے رزق اہل توکل کو بے سبب
کشت امید کو نہوئی ہل کی احتیاج

بے فائدہ ہین گلشن ہستی مین اہل ظلم
نخل فساد کو نہین ہے پھل کی احتیاج

غربت مین ساتھ دیدۂ تر لیکے جائینگے
اے صاف کیا سفر مین ہے چھاگل کی احتیاج

ردیف چ

کرے گیسو ترا جب سر پہ پیچ
نہو کیون دل کو میرے پیچ پر پیچ

خیال زلف بھی کیا بد بلا ہے
کہ ہر شب کھا رہا ہے یان جگر پیچ

سنائین کیا تمہین اسے شانہ ہم تو
کہانی ہے ہماری پیچ در پیچ

بہت ہے یار گیسو کو کرو قطع
نکھا جائے کمر اے مو کمر پیچ

خدا جانے یہ ہے اسرار غیبی
نہین آتا کمر کا کچھ نظر پیچ

تمہاری دیکھ کر زلف گرہ گیر
عبث کھاتا ہے سنبل پیچ پر پیچ

کشاکش مین پڑے گی اک نہ اک دن
گرفتارون سے اے کاکل نکر پیچ

مچا ہے جوہری بازار مین غل
جواہر مین ہے طرۂ انکا سر پیچ

ہوا ہے سر مین سودا زلف و رخ کا
مری قسمت مین ہے شام و سحر پیچ

کسی دن پیچ مین لائینگے ہم بھی
کریگا کب تلک موے کمر پیچ

سرا ہون زلف والون کو کیا تنگ
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ہر پیچ

پلٹ کر وان سے آئیگا نہ قاصد
ہماری قسمتون مین ہے اگر پیچ

لکھا ہے خط مین شکوہ گیسوؤن کا
نہ پڑ جائے کہین سارے نامہ بر پیچ

نہین ہے سر مین سودا زلف کا صاف
بدولت عشق کے پایا ہے سر پیچ

ردیف ح

وحشت مین خاک سر پہ ہے دستار کیطرح
جنگل مین پن ہم ہین خاک بسر خار کیطرح

پھولون نہ کیون مین بلبل گلزار کیطرح
رنگین کہان مین گل ترے رخسار کیطرح

یہ انتظار ہے مہ دلدار یار پہ
آنکھین لگی ہین روزن دیوار کیطرح

اہل دول کو بعد فنا بھی ہے حرص زر
ہین داغ دل پہ درہم و دینار کیطرح

ہم ہو گئے ہین ضعف کے ہاتھون سے پائمال
ہین اس گلی مین سایۂ دیوار کیطرح

عشق بتان مین کعبۂ دل ہوگیا کنشت
ہر رگ ہے میری جسم مین زنار کیطرح

مضمون تراشتا ہون جو مین طبع تیز سے
میری زبان بھی چلتی ہے تلوار کیطرح

دونو نکلے دونون پھنس گئی زلفون کے دام مین
وابستہ جان ہے دل ہے گرفتار کیطرح

یارون نے مجھکو قبر مین تنہا رکھا تو کیا
منکر نکیر دو ہین مددگار کیطرح

وہ کون آفتاب ہے جسکی تلاش مین
پھرتا ہے چرخ انجم سیار کیطرح

کیونکر شب وصال مین ہون اس سے ہم بغل
ڈستی ہے زلف یار مجھے مار کیطرح

ردیف ر

پہنین طلائی گلو سے نگار مین زنجیر | بنی ہے موجِ صبا لالہ زار مین زنجیر

لکہون جو زلف کی تعریف ہو قلم سے جنون | ہر ایک سطر ہو خطِ غبار مین زنجیر

جو دے خدا مجھے مقدور تو زر گل کی | بنا کے ڈال دون پائے ہزار مین زنجیر

نکل گیا کوئی وحشی تمہاری زلفون کا | پڑی ہے ٹوٹ کے ہر رہگزار مین زنجیر

دیا نہ ساتھ کسی آشنا نے وحشت مین | مگر رفیق رہی کوہسار مین زنجیر

جنون سے کہدو نہ پہیلائے پاؤن صحرا مین | دبائے پہرتے ہین ہم بھی کنار مین زنجیر

پڑا ہے خاک پہ سایہ تمہاری زلفون کا | نہان ہے یا کوئی گرد و غبار مین زنجیر

پس فنا بھی رہا سلسلہ جنون سے مجھے | ہر ایک تارِ کفن ہے مزار مین زنجیر

بہار آئی تو دیکھے بدولت وحشت | پڑے گی پائے دلِ بیقرار مین زنجیر

مریض زلف ہون ڈالو نہ نیل کا گنڈا | گلے مین چاہیے میرے بخار مین زنجیر

جنون نے زور وہ بخشا ہے مجکو وحشت مین | کہ ایک تار ہے میری شمار مین زنجیر

ہنین ہے گردشِ چشم بتان مین زلف کا عکس | پہن کے پہرتے ہین آہو تتار مین زنجیر

تڑپ نہ اے دلِ دیوانہ یادِ کاکل مین | نہ ٹوٹ جائے کہین اضطرار مین زنجیر

خیالِ زلف مسلسل رہا ہے تا دمِ مرگ | دہری ہے پاس مرے احتضار مین زنجیر

چلو نہین جانب صحرا محال ہے وحشت | نہ پاؤن مین نہ مرے اختیار مین زنجیر

ہزارون ٹکڑے کیے صاف زورِ وحشت نے | جو ہاتھ آ گئی فصلِ بہار مین زنجیر

کیا غضب ٹوٹا قفس میں بلبل گلزار پر
نوچ ڈالے اور بھی صیاد نے دو چار پر

ہم پڑے رہتے ہیں دن بھر آستان یار پر
سایۂ دیوار کا عالم ہے جسم زار پر

حلقۂ گیسو گلا گھونٹے جو پھانسی کیطرح
کیوں نہ ہو سولی کی پھبتی قامت دلدار پر

عشق میں رخسارۂ رنگین کے اڑتا اے صبا
گل کے بھی ہوتے جو بلبل کیطرح دو چار پر

لاکھ دیں تکلیف حاسد تو مجھے کچھ غم نہیں
مارتے ہیں سنگ اکثر نخل میوہ دار پر

دولت دیدار سے محروم ہے چشم امید
بخت خفتہ طعنہ زن ہے دیدۂ بیدار پر

حسن جعد یار میں دونا ہوا موباف سے
کینچلی کیا بدنما ہوتی ہے جسم مار پر

تیری ابرو سے عیاں سرمے کی یوں تحریر ہے
بادلہ ہو جس طرح قاتل مغربی تلوار پر

دھوپ تک جاتی نہیں خلوت سراے یار میں
میں تو کیا سایہ بھی چڑھ سکتا نہیں دیوار پر

بن گیا ہے گھر فراق یار میں وحشت سرا
چشم آہو کا گماں ہے روزن دیوار پر

ہے کمر نازک نہ لچکے بڑھ گئے ہیں سر کے بال
بار چوٹی کا نہ ہو جائے کہیں سرکار پر

لٹ گیا ہوں اسقدر میں عشق زلف یار میں
رونگٹا ہر اک وبال جان ہے جسم زار پر

کم نہیں آغوش دایہ سے مجھے کنج مزار
دودھ کی ہے دھار کا عالم کفن کے تار پر

چرخ ناہنجار کے مانند ہم چکر میں ہیں
خاک پڑ جائے الٰہی گردش ادوار پر

صاف اڑ جاتا ہے دست یار کی تاثیر سے
طائر رنگ حنا کو کچھ نہیں درکار پر

نہیں ہیں انجم گردوں ہزار سے باہر
ہمارے داغ جگر ہیں شمار سے باہر

نکل ہی جائگی جان جسم زار سے باہر
رہیگا دل جو یوہین اختیار سے باہر

وہ عندلیب ہو ہین خار و گل ہین معلوم
مرا چمن ہے خزان و بہار سے باہر

تمام عمر رہا دل مین عشق مہ سے مژہ
یہ آبلہ ہوا نوک خار سے باہر

یہ مشتعل ہے پس مرگ آتش فرقت
شرر نکلتے ہین سنگ مزار سے باہر

تمام عمر رہا جعد یار مین موفاف
یہ کیچلی ہوئی جسم مار سے باہر

دم خرام یہ آواز پا سے آتی ہے
چلن ہے کبک کا انداز یار سے باہر

نکر سکا کبھی اُس بت سے عرض حال فراق
رہی زبان مری اختیار سے باہر

مجھے تو وعدہ دیدار یار ہے منظور
مرا حساب ہے روز شمار سے باہر

مری بلا نہ اُٹھے حشر ہو کہ صور پھنکے
کبھی نہ پاؤن نکالون مزار سے باہر

یہ جی مین آتا ہے ارض و سما کی چالوہنی
جناب صاف چلو اس دیار سے باہر

ردیف س

ہوئی اپنی رسائی در دلدار کے پاس
رخنہ اندازیان کرتے رہے دیوار کے پاس

رخ پہ وہ زلف کو لٹکاکے یہ فرماتی ہین
صبح آتی ہے نظر مجکو شب تار کے پاس

کان ہمسری کرے سرکار سے کیا حلقہ بگوش
کان غیرون کے لگے رہتے ہین اعدا کے پاس

گلشن حسن مین کس لطف سے آئی ہے خزان
سبزہ آغاز ہوا پھول سے رخسار کے پاس

وہ پری گھر سے نہ نکلے تو نہ نکلے باہر
ہم بھی سایہ سے پڑے رہتے ہین دیوار اسکے پاس

روز و شب صاف تصور میں رہا ابرو کے
زندگی کٹتی ہے قاتل تری تلوار کے پاس

ردیف ض

کہتے ہیں کھا کر قسم اللہ کی مہمان فیض
ہر من و سلوا سے معتبر نعمت الوان فیض

پھر خامہ شاخ مرجان ہاتھ آجائے اگر
آب گوہر سے لکھوں وصف دُرِ دندان فیض

ایک نقطے کا نہیں ہے فرق آمین لا کلام
حرف استاد و نیہ رکھدیتی ہیں شاگردان فیض

جانب روئے زمین ہو جیہ پشت مہرسیت
اے فلک دیکھا نہیں جاتا رخِ رخشان فیض

رشک آئے کیوں نہ معمار ازل کو دیکھ کر
عرش اعظم سے ہے بڑھکر کرسی ایوان فیض

خواہش اکسیر دنیا میں نہیں اُس شخص کو
ہاتھ جسکے آگئی خاک درِ فیضان فیض

کیا عجب ہے ڈوب جائے زورق گردون دون
جوش میں آئے اگر دریائے بی پایان فیض

گر نہو باور تو دیکھیں دیدۂ یعقوب سے
یوسف ثانی ہے ایک اک قیدی زندان فیض

آتے ہیں داؤدی بغیر سماعت کے لیے
چہچہے کرتے ہیں جسدم مرغ خوش الحان فیض

تھی زلیخا ایک ڈالوان ڈول اسکی چاہ میں
کھوٹے داموں مول یوسف کو نہ لیں خواہان فیض

اشتیاق دید ہو کیونکر نہ ہر اک شخص کو
ہر ہلال عید ابروئے رخ تابان فیض

یکقلم اسمیں رقم ہے ماہ رویوں کی صفت
مطلع خورشید ہے ہر مطلع دیوان فیض

یا الٰہی بعث اگر بولوں تو دوزخ ہو نصیب
روضۂ رضوان سے ہے بہتر گلستان فیض

عالم بالا سے آتی ہے صدائے الامان
صاف چلاتے ہیں جسدم ہجر میں نالان فیض

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

کبھی تو جلوہ گر ہوں با خدا فیض
مرے دل میں ہی آنکھوں میں ہے جا فیض

اگر قد آپ کا ہے رشکِ شمشاد
مرا نالہ ہے قمری کی صدا فیض

اگر ہاتھ آئے خاکِ پائے اقدس
نہ ہو منظور مجھکو طوطیا فیض

جزاک اللہ فی الدارین خیرا
موئے پر بھی ہے جاری آپکا فیض

دل اُس کا ساغرِ گیتی نما ہے
پیا جس نے پیالہ آپ کا فیض

نہیں ہے منحصر کچھ ایک دو پر
گئی ممنونِ منت خلق را فیض

کہیں دکھلائیے روئے مبارک
کرون میں کب تلک آہ و بکا فیض

ستاتا ہے بہت دردِ جدائی
عنایت وصل کی ہو کچھ دوا فیض

جو دیکھے آپ کا روئے مصفا
وہ کس صورت سے دیکھے آئینہ فیض

ہلالِ عید ہے ہر ناخنِ پا
مہ کامل ہے تلوا آپ کا فیض

مری آنکھیں ہیں یا گنگ و جمن ہیں
کہوں کیا آنسوؤں کا ماجرا فیض

لکھیں کیا آپ کے وصفِ کمر کو
نہیں ہم واقفِ سرِ خدا فیض

مری کشتی ہے گردابِ بلا میں
کہیں ہو جائے بیڑا پار یا فیض

نظر میں آپ کا ہے کعبۂ رخ
ہماری چشم ہے قبلہ نما فیض

دکھا دیجے کہیں آئینۂ رخ
کہ صاف ہے مرا سینہ فیض

واہ کیا پُر شان و شوکت ہے ہوا ہی گو فیض
بادشاہِ ہفت کشور ہے گدائے کوئے فیض

رات دن پیش نظر رہتی ہے جائی کوی فیض
مردم دیدہ ہوئے ہین رہنمائی کوی فیض

پائی درِ زنجیر پیش دوستان سچ ہی شل
ہی مجھے باغ جہان مین بھی ہوائی کوی فیض

خاک ہو کر کوچۂ والا مین اڑ کر جاؤن گا
مر مٹے پر بھی نہ بھولون گا وفائی کوی فیض

حضرتِ واعظ نہ پھر تعریف جنت کی کرین
مجھسے گر سن لین کبھی وصف ثنائی کوی فیض

بعد مردن بھی نہین آرام اک دم بھر مجھے
روح جنت مین ہی دل ہے مبتلائی کوی فیض

غیر ممکن ہے رہے سرسبز نخلِ زندگی
باغ ہستی مین نہین بوٹے وفائی کوی فیض

بند کر آنکھین چلا جا منزلِ مقصود کو
آئینے سے بھی مصفا ہے صفائی کوی فیض

دیر کسکو کہتے ہین کعبہ کسے کہتے ہین لوگ
کچھ نہین معلوم ہے ہمکو سوائی کوی فیض

آنکھ اٹھا کحلِ صفاہان کی طرف دیکھے نہ وہ
جسکو منظور نظر ہے خاک پائے کوی فیض

خاکساری کوچۂ اقدس کی منصب ہے مرا
صاف ہے میری لڑ جا گیر جائے کوی فیض

ردیف ع

سوز دل ہرگز نہین کرتے بیان مانند شمع
منہ مین ہم رکھنے کو رکھتے ہین زبان مانند شمع

بعد مردن بھی ہر رشتہ شعر دیوان ہی مجھے
گور مین روشن ہے ہر ہر استخوان مانند شمع

مشتعل ہے آتشِ فرقت تنِ محرور مین
ہیچتا خود دست و پا مین ہڈیان مانند شمع

ہو گیا محفل مین اُن کی جل گیا پروانہ وار
رکھتے ہین خصلت حسینانِ جہان مانند شمع

اپنی میت کے لئے در کار ہی کافور صبح
رات بھر اس بزم مین ہم میہمان مانند شمع

راتدن کہتی تو ہو اپنے دلِ سوزاں کا حال
جل بجائے صافؔ کلکِ دو زبان مانندِ شمع

ردیف ک

زلفون کا کرون خیال کب تک
لون جان یہ مین وبال کب تک

ہوگا اک دن زوال اسکو
تحصیل کرون کمال کب تک

مخلوق خدا کی ہے پریشان
یون کھولے رہوگے بال کب تک

بوسے کی طلب ہے دیکھتا ہون
کرتے ہین وہ ردّ سوال کب تک

لند لگا دے تیغ اک اور
قاتل رہون ہین نڈھال کب تک

کچھ مین تو ہین غلام سرکار
لون گنجفہ مین غلال کب تک

ہم کرتے ہین امتحان مرکر
ہوگا نہ بہلا وصال کب تک

جب روتا ہون لوگ پوچھتے ہین
ہے موسم برشگال کب تک

معلوم نہین رہین گے اے صافؔ
پاس اپنے غم و ملال کب تک

ردیف گ

ہمکو بھاتا نہین گلزار کا رنگ
گل مین کب ہے تری رخسار کا رنگ

کوئی مار اگیا ہے عاشقِ زلف
سرخ ہے زاغ کی منقار کا رنگ

دیکھ کر عارضِ رنگین کو ترے
اوڑ گیا چہرۂ گلزار کا رنگ

ذبح کرکے وہ مجھے کہتا ہے
واہ کیا سرخ ہے تلوار کا رنگ

دیکھ کر گور کی تاریکی کو
یاد آتا ہے شب تار کا رنگ

مائل اک گل پہ ہے طبع رنگین
اندنون اور ہے اشعار کا رنگ

نیک و بد دونون برابر ہین مجھے
ایک ہے مجھکو گل و خار کا رنگ

آپ غیرون سے نہ کھیلین چوپڑ
کٹ نہ جائے کہین سرکار کا رنگ

ق

سیر کو وہ بت قاتل جو گیا
ہو گیا اور ہی گلزار کا رنگ

باغ مندر نظر آتا ہے مجھے
ہر رگ گل مین ہے زنار کا رنگ

جستجو مین تری اے رشک قمر
گل ثوابت مین ہے سیار کا رنگ

گل سے پھر آنکھ پھڑکتی ہے مری
آج کیا ہو دل بیمار کا رنگ

اے فغے گیسوے جانان مددے
کاٹے کھاتا ہے شب تار کا رنگ

سیکڑون رشک سے بل کھاتے ہین
دیکھ کر یار کی دستار کا رنگ

باغ وحشی کے لئے جنگل ہے
گل سے بہتر ہے مجھے خار کا رنگ

سرخ ہے لعل مین سے افزون
ضیاؔ وہ سرخ لب یار کا رنگ

ردیف ل

حق ہے جو مخلوق کہتی ہے یہ ساری یا رسولؐ
سورۂ قرآن کا صورت تمہاری یا رسولؐ

تشنج جان ہو گئی فرقت تمہاری یا رسولؐ
آشنائی درد دی غم سے یاری یا رسولؐ

منفعل اللہ کے آگے نہ ہوئے دو دہین
روز محشر جس گھڑی ہو روبکاری یا رسولؐ

طرفہ گو تھے جلو مین حضرت روح الامین
عرش پر جب آپکی آئی سواری یارسول

جا لگی کے مشکلین کہدیت سب آسان ہون
پاس آجاؤ جو وقت دم شماری یارسول

کون اتارے اسکو جز دست شفاعت روز حشر
بوجھ عصیان کا مرے سرپر ہے بھاری یارسول

ہو عنایت شربت دیدار کا نسخہ ہمین
ہو رہا ہے دلمین درد بیقراری یارسول

ہے مجھے تکیہ شفاعت پر تمہاری یا نبی
عمر ساری ہین نے عصیان مین گذاری یارسول

کردو روز ہجر کو تبدیل روز وصل سے
کب تلک کرتا رہون مین آہ و زاری یارسول

مرہم الطاف رکہو تا بھلا چنگا ہو یہ
تیغ فرقت کا ہے دلپر زخم کاری یارسول

ہے خدائی متفق اسباب کے اثبات پر
آپکے محتاج ہین نوری وناری یارسول

کیون نہو گل غنچۂ دل زائرونکا صبح و شام
ہے مدینے کی ہوا باد بہاری یارسول

حشر مین بے آبرو ہم کو نہونے دیجیے
آپ ہی کے ہاتھ ہے عزت ہماری یارسول

مرحبا معراج کی شب تمنے پیش کبریا
جیت لی بازی شفاعت کی ہماری یارسول

حضرت عیسی کو اتنا کب ملا رتبہ بلند
عرش پر نعلین کب تمنے اتاری یارسول

صورت اپنی چاند سی تم صاف کو دکھلا تو دو
تا کجا ہر شب کرے اختر شماری یارسول

وله

یہ چارون مین ہوا سے بہار خندہ گل
نہین ہے باد صبا اعتبار خندہ گل

ہم اسکو دامن باد صبا سے پونچھین گے
جمی جو رخ پہ تمہارے غبار خندہ گل

صبا یہ چین نگر اسے ہزار زمزمہ سنج
خدا کے قبضے مین ہے اختیار خندہ گل

ہمارے خندۂ دندان نما پہ مرتا ہون
قطار مین نہین میری شمار خندۂ گل

چمن سے اپنا اٹھا آشیان نہ ای بلبل
بہار باغ سے ہے تا انتظار خندۂ گل

یہی ہے گریۂ شبنم کی وجہ اے بلبل
نہین چمن مین ثبات و قرار خندۂ گل

زبان خار سے یہ گل کھلا ہمینی سے تری
نہین ہے باغ مین عز و وقار خندۂ گل

نہو گی بلبل مفلس غنی زر گل سے
اگر ہزار کرے روزگار خندۂ گل

چمن مین آ کے تجلی کرے جو ای موسی
ہو برق طور ابھی شرمسار خندۂ گل

نہ گوش گل نے سنا کہ ہزار افسوس
نہ دیدۂ بلبل گریان بہار خندۂ گل

جو ایک بار ہو گلشن مین ذکر خندہ دہان
تو پھر کبھی نہو بلبل نثار خندۂ گل

امید امید مین بلبل نے دی قفس مین جان
ہزار حیف نہ دیکھی بہار خندۂ گل

بہار شادی و غم ای نسیم کب دیکھین
اگر ہو گریۂ بلبل کنار خندۂ گل

چمن مقام سے ہے رونے کا ای نسیم سحر
ہوا ہے اب کوئی دم مین بہار خندۂ گل

مزاج اپنا تکلف سے ہے بری اے صاف
نہ دیکھئے کبھی نقش و نگار خندۂ گل

ردیف م

نہوے منفعل قضا سے ہم
مر چلے یار کی ادا سے ہم

نہ گئے اُنکی مانگ کے نزدیک
دور ہین خط استوا سے ہم

حال زلف بتان نہین معلوم
نکلے کوسون پہ مین گیا سے ہم

تیغ نازِ بتان پہ کیا الزام
چاہتے تھے یہی خدا سے ہم

چشمِ بیمار کے رہے بیمار
نہ ہوئے ملتجی شفا سے ہم

وہ تو آتے نہین خدا کی قسم
کب تلک دل کو دین دلاسے ہم

ذکرِ شاہی سے رنج ہوتا ہے
ڈرتے ہین سایۂ ہما سے ہم

ایجنون چھیڑ چھاڑ ٹھیک نہین
اندنون رہتے ہین خفا سے ہم

نکرے کوئی ذکرِ سیم بران
رنج ہین اربابِ کیمیا سے ہم

کیون مسیحا کو دیتے ہو تکلیف
زیست سے تنگ ہین خفا سے ہم

مبتلا عشق کے مرض مین ہین
اچھے ہوتے نہین دوا سے ہم

وہ تو دربارِ عام کرتے ہین
کہہ نہین سکتے کچھ حیا سے ہم

بت ہین کیا مال جب بگڑ جائین
لڑ پڑین التجا خدا سے ہم

کیا جنون زا ہے عشقِ گل رویان
صاف لڑتے رہے ہوا سے ہم

پاس گل کے ہین برنگِ خار ہم
ہو گئے آخر گلے کے ہار ہم

ہین جدای کافر و دیندار ہم
سبحہ رکھتے ہین نہ کچھ زنار ہم

جو پڑے سے مین زیرِ قصرِ یار ہم
ہین سبکے سایۂ دیوار ہم

ہم کلامی ہے کسی گاردو کے ساتھ
سنتے ہین یہ رکھتے ہین زبانِ خار ہم

محتسب کا ڈر نہ ہے شیشے کا خوف
تو اڑا دیتے ہین سب بازار ہم

صورت صحت نظر آتی یا نہین — شکل چشم یار ہین بیمار ہم

نوش دارو کیون کھلاتی ہین طبیب — چشم میگون کے ہوئے بیمار ہم

جستجو ہے اک مہ بےمہر کی — ہو گئے ہین کوکب سیّار ہم

حج کعبہ حاجیون کو ہو نصیب — کر رہے ہین طوف مکان یار ہم

زندگی مین بھی خیال مرگ ہے — باندھتے ہین گنبدی دستار ہم

مانتے ہین کیون یہہ شیخ و برہمن — ہین ولی حق نہ ہین اوتار ہم

صاف کیا غم ہے اگر مجبور ہین
ہین غلام احمد مختار ہم

ردیف ن

مری غزل مین بڑی بات کا پیام نہین — کسیکو رنج ہو ایسا مرا کلام نہین

غرض نہین مجھی مذہب سے ہو نہین بندۂ عشق — بتون سے کام ہی مجکو خدا سی کام نہین

یہ مسئلہ ہی مجھے اے شفیقہ خوب ہی یاد — دیار عشق مین معشوق و مے حرام نہین

برنگ نقش قدم ہون زمین کا پیوند — نظر مین جب سے وہ محبوب خوشخرام نہین

ہلال عید سے ناقص حضور ابرو کے — تمہارے رخ سے مقابل مہ تمام نہین

نہین ہے غم نکل آئے جو مہر مغرب سے — شراب خوار ہون توبہ سی مجکو کام نہین

حرم یہ دیر یہ ایمن یہ کچھ نہین موقوف — وہ کون جا ہے جہان آپکا قیام نہین

در شفا سے کرو مطلب مرام اے داغ — ہون مست مے مجھی دیر و حرم سی کام نہین

خموشش صبح قیامت تلک ہوگا یہہ
جگر کا داغ ہے روشن چراغ شام نہین

نہو یقین تو پوچھو جناب یوسف سے
حضور عاشق دلدادہ ہون غلام نہین

کلام ہے تو وجود دہن مین تیرے بخدا
تمہارے مصحف رخ مین مجھے کلام نہین

خیال عارض وگیسو مین شاد ہون دن رات
چہ غم جو قبضے مین اقلیم روم و شام نہین

کیا ہے یار نے موقوف نامہ و پیغام
سواے موت کسیکا ہمین پیام نہین

شہید ہوتے ہین لاکھون ہی تیغ ابرو سے
جناب نسیم نہین گرداب مین حسام نہین

ہزار دن رند کرین کیون نہ اقتدا میری
امام میکدہ ہون کعبے کا امام نہین

جناب صاف یہہ کرتے ہو گفتگو کس سے
رقیب آپکے کچھہ قابل کلام نہین

آگیا کچھہ ذکر کاکل باغ مین
سنکھیا کھاے نہ سنبل باغ مین

گل بنا ہے ساغر مل باغ مین
پیجئے مے بے تامل باغ مین

پھر گیا چھاتی پہ پھر سنبل کے سانپ
کھولدی اسنے جو کاکل باغ مین

ہوگیا سودا ترے رخسار کا
چاک ہے پیراہن گل باغ مین

جب سے وہ غنچہ دہن ہے جلوہ گر
کھل رہا ہے اور ہی گل باغ مین

آئین مصحف روز زیارت کے لئے
بلبل مضطر کا ہے قل باغ مین

پھول سے رخسار دکھلادو جو تم
گل پہ گل کھائے رگ گل باغ مین

صاف ہے بیرنگ گلشن کی ہوا
آشیان باندھے نہ بلبل باغ مین

ہمنے دیکھی ہی ہین ایسی شہر کی ہڈیان
کیمیا گر کیون نہ عاشق ہون ہمارے یار پر
عضو ایک اک کہہ اٹھے گا رو برو اللہ کے
لکھتے لکھتے ہوگئی شل ہاتھ پیغام وصال
بعد مردن سے لیگئے اگر سگ کوچے تیان

بال سے باریک ہین اُس جوکر کی ہڈیان
نقرئی سارا بدن ہے اور زر کی ہڈیان
ایکدن دینگی گواہی خیر و شر کی ہڈیان
پھرتے پھرتے گھس گئی ہین نامہ بر کی ہڈیان
گور کی آخر ہوئین اپنی نہ گھر کی ہڈیان

خم نکرنے تھی تکبر سے تو گردن صاف کل
ٹھوکرون مین آج ہین افسوس سر کی ہڈیان

جب سے ہو چاند نظر وسے نہان
موت سے نے فرقت مین پہنچا ہاہین
باغبان کیا ہو گیا صیاد کو
ہے مجھے تکلیف زندان سے زیاد
عرش اعظم سے ہے نشانہ آہ کا
کیون زیارت کیلئے آتے ہین لوگ
کون سہے ایسا کہے جلاد کو
کہتے ہین ہم مست پی پی کر شراب
پردۂ غفلت اگر اٹھ جائے گا
چھوڑ کر جائین کہان صیاد کو

دل ہمارا چاک ہے مثل کتان
کس قدر تمنے کیا ہے ناتوان
میری جانب سے ہوا ہے بدگمان
کہہ رہی ہے جسم سے فرقت مین جان
ہے فرشتون کی زبان پر الامان
موسے پیغمبر ہین موئے میان
کب تلک تڑپا کرو مین نیم جان
تا ابد آباد ساقی کی دکان
ایک سی ہو جائین گے سب ابروان
ہم قفس کو جاتے ہین آشیان

کوئی مونس ہے نہ کوئی غمگسار
کسقدر ہے ناتوانی ہجر مین

کون ہے کس سے کرین دل کا بیان
سر ہوا ہے جسم پر بار گران

کیون مرے اشعار پر جلتے ہین لوگ
مین نہین سالے صفا کچھ آتش زبان

شرط ہے انصاف اے چرخ کہن
کیا ہمین سہتے رہین رنج و محن

شاعرون کے سب یہ ہین وہم و گمان
ہے کمر اسکی نہ ہے اسکا دہن

مرگیا ہون گلرخون کی یاد مین
برگ گل کا چاہیے مجھکو کفن

بوے گیسو جاے گر تاتار مین
مول مٹی کے بکے مشک ختن

آپ ہی انصاف سے فرمائیے
ہجر مین کب تک سہون رنج و محن

ماہ کنعان ڈوب جائے شرم سے
آپ دکھلا دین اگر چاہ ذقن

جی مین ہے دیر و حرم کو چھوڑ دون
تا نہ جھگڑین ہم سے شیخ و برہمن

کب تلک یارب سفر کرتا رہون
یاد آتے ہین مجھے اہل وطن

جامۂ تن بس ہے بعد زندگی
ہم نہین ایسے کہ محتاج کفن

ایکدن آئے نہ تربت پر کبھی
سب جیتے جی کے تھے عزیزان وطن

واہ کیسی دی مسیحا نے دوا
اور دونی ہوگئی دل کی جلن

روتے روتے فرقت جانان مین صفا
دونون آنکھین ہوگئین گنگ و جمن

پڑگیا جو پرتو ابروے جانان آب مین
موج دریا ہوگئی شمشیر عریان آب مین

عکس افگن جب سے ہے رخسار جانان آب مین
حضرت الیاس بھی پڑھتے ہین قرآن آب مین

دیر و کعبہ مین جو ہوا اُس بحر خوبی کا بیان
غرق ہو جائین ابھی گبر و مسلمان آب مین

یہ اُٹھا طوفان نہانے سی کسی دلسوز کے
مچھلیان سب ہوگئین ای یار بریان آب مین

وہ اگر خورشید رو اُلٹے لب دریا نقاب
ہو ہر اک گرداب رشک مہر تابان آب مین

بحر دنیا سے عبث ڈرتے ہین یہ اہل فنا
غرق کب ہوتا ہے بعد مرگ انسان آب مین

دیکھ لے چاہ زنخدان کو اگر اُس یار کے
ڈوب جاے شرم سے پھر ماہ کنعان آب مین

گر لب دریا ہوس ہو شعر سننے کی انہین
ہو زبان موج سے دریا غزلخوان آب مین

ہو گیا سرو سہی کا تختہ سارا سطح آب
عکس افگن کیا ہوا ہے قد جانان آب مین

روتے دم جب شمع رویون کا تصور آگیا
آگئی مجکو نظر سو سو چراغان آب مین

کھولدیتے ہین وہ سر کے بال جب ہنگام غسل
ہمکو دکھلاتے ہین سیر سنبلستان آب مین

جب دم گریہ تصور آگیا اُس زلف کا
ہو گئی ہر موج مجکو مار پیچان آب مین

عکس افگن ہو لب رنگین جو اُس محبوب کا
صاف پیدا ہو ابھی لعل بدخشان آب مین

لے رہا ہے وہ جو گل درس گلستان باغ مین
باغبان نے کیا بنایا ہی دبستان باغ مین

چل کبھی تو اے مری رشک گلستان باغ مین
چہچہے کرتے ہین بلبل گل ہین خندان باغ مین

اے جنون ہرگز نہو ذکر بیابان باغ مین
چاک کر لیگا ابھی ہر گل گریبان باغ مین

عکس افگن ہو اگر رخسارِ جانان باغ مین / پھول ہو سورج مکھی کا مہر تابان باغ مین

تو جو آجاے پئے سیر چمن اے غنچہ لب / ہو عیان پھولا پھلا اک گلستان باغ مین

باغِ ہستی مین ہی یون اُس گل کی مجکو جستجو / بوے گل جسطرح ہوتی ہے پریشان باغ مین

کیون نہ دیوارونسے ٹکراتی پھرے بوے نسیم / ہو جو وہ سروِ سہی اے گل خرامان باغ مین

شادی و غم دونون ہین توام چمن مین ہر گھڑے / خندہ زن ہر ایک گل شبنم ہے گریان باغ مین

یاد جب آتا ہے اے گل مصحفِ عارض ترا / طفلِ غنچہ پر سحر پڑہتا ہے قرآن باغ مین

قصد گلگشتِ چمن کرتا ہے وہ آئینہ رو / ہو نجاے نرگسِ بیمار حیران باغ مین

اُسکے زلف و رخ کا ذکر آیا ہے شاید اے صبا / منقبض ہر غنچہ ہے سنبل پریشان باغ مین

صاف قدمون پر گرا شمشاد سائے کی طرح
سیر کو آیا جو وہ سرو خرامان باغ مین

گلستان سے جب گذرتی ہین / دیکھ کر مردے ہمکو ڈرتے ہین

کر سے تقصیر کوئی دنیا مین / آپ چھدا ہمین یہ دھرتے ہین

ہم گذرتے ہین جان سے اپنی / آپ جب اسطرف گذرتے ہین

ہو گیا کیا ہمین خدا بانے / بندگی ان بتون کی کرتے ہین

وہ جو اٹکھیلیونسے چلتا ہے / چال پر لوگ اُسکی مرتے ہین

نامہ کو ایک کنواں ہی ہین / کیون لحد پہ ہما اُترتے ہین

کیا کہین حال دل کا ہم سے صاف / جو جو قسمت مین ہے وہ بھرتی ہین

آجائیگی جو یار کی تصویر ہاتھ مین
سمجھونگا آگئی مری تقدیر ہاتھ مین

تیغِ نگاہ بس ہے مرے قتل کے لیے
قاتل نہ لے چھری دمِ تکبیر ہاتھ مین

ساقی کا دھیان آئے اگر روزِ عیدِ فطر
ہو جائے جام مے قدحِ شیر ہاتھ مین

کرتا ہے خاک دیکھئے کس کس کو آسمان
پہنی ہے تمنے سونے کی زنجیر ہاتھ مین

عاشق ہوا ہون اک بتِ بیدرد کا مگر
اللہ کو ہے عزت و توقیر ہاتھ مین

مصحف سے کام کیا مجھے پوچھتی ہے کیا عزیز
رکھتا ہون رات دن تری تصویر ہاتھ مین

قابو ہے جان پر نہ جگر پر ہے اختیار
جبسے ہے تیرے دلِ دلگیر ہاتھ مین

کیونکر رفو کرون جگرِ چاک چاک کو
سوزن ہے اور نہ رشتۂ تدبیر ہاتھ مین

ہے مرغِ دل نشانۂ مژگانِ جانستان
مانو کہا حضور نہ لو تیر ہاتھ مین

ہوتا ہے قتل اشارۂ ابرو سے اک جہان
رکھتے ہین آپ کس لئے شمشیر ہاتھ مین

مہندیکا چور قبضے مین ہے جب سے آپ کے
موسی کیطرح رکھتے ہین تنویر ہاتھ مین

جب سے گدائے عشق کا کلمہ پڑھا ہے صاف
مین نے کبھی نہ لی غزلِ میر ہاتھ مین

اے سیمبر وہ ہے مرے تاثیر ہاتھ مین
ہو جائے خاک صورتِ اکسیر ہاتھ مین

رون کیون نہ انکی زلفِ گرہگیر ہاتھ مین
دیوانہ کے ضرور ہے زنجیر ہاتھ مین

فرصت نہین ہے انکو سنوارنے سے
شانہ ہے اور زلفِ گرہگیر ہاتھ مین

رہتا ہے اُس کے روی مخطط کا دھیان
مصحف لئے چاہئے مع تفسیر ہاتھ مین

لکھتا ہون وصف یار کی چشم سیاہ کا
خامہ ہے میل سرمۂ تسخیر ہاتھ مین

شاید اسیر زلف ہمارا نکل گیا
وحشت لیے جو پھرتی ہی زنجیر ہاتھ مین

کسطرح ہو نہ زیر قلم و زمین شعر
ملک سخن کی ہے مری جاگیر ہاتھ مین

تصویر تیرے وحشی کی اس رنگ سے کھنچی
پیرو مین بیڑیان ہون تو زنجیر ہاتھ مین

کھینچے گا میم چہرۂ عشاق پر ضرور
لیگا جو وہ قلم دم تحریر ہاتھ مین

دستی ہے بن کے مار سیاہ شب وصال
یون کسطرح سے زلف گرہ گیر ہاتھ مین

گر شمع سر اٹھاے ترے رخ کے سامنے
پروانے لیکے آئینگے گلگیر ہاتھ مین

یارب بروز حشر جو محشر مین آئے صاف
ہو کفش پائے حضرت شبیر ہاتھ مین

کیا کرونگا پلنگ مرقد مین
ہو بہت جاے تنگ مرقد مین

کہا رہی ہے جو لاش کو میری
خاک ہے یا پلنگ مرقد مین

شوق کوئی بتان نے مارا ہی
چاہئے اک سرنگ مرقد مین

ہنین طاقت کرون سوال و جواب
ہون فرشتو سے تنگ مرقد مین

بعد مرنے کی دل سے لگے کیونکر
ہی فقط خاک و سنگ مرقد مین

ق

رکھکے کھاتا ہے لاش کو میری
دو بت خانہ خنگ مرقد مین

شب فرقت کے جاگنے والے
سو رہو بیدرنگ مرقد مین

دیکھیو [illegible] جو کہ
مین نہ [illegible] ڈھنگ مرقد مین

شوخیان وہ لگے دم کے ساتھ گئین — بگڑے سب رنگ ڈھنگ مرقد مین
عشق مژگان مین جان دیتا ہون — لیچلا ہون خدنگ مرقد مین
یاد آتا ہے سبزۂ رخسار — ہے مجھے فکر بنگ مرقد مین

اوسکی رحمت کے مین فدا اے صاف
اور ہی کچھ ہے رنگ مرقد مین

زمین پر نقش پائے یار کو جسوقت پاتے ہین — سمجھ کر جان کا تعویذ آنکھون سے لگاتے ہین
وہ دشمن ہین مری جو شمع تربت کو بجھاتے ہین — موے پر بھی ہمین یہ مثل پروانہ جلاتے ہین
مرا افسانہ سنکر طعن سے کہتے ہین محفل مین — خیالی ہین جو کچھ آتا ہے انکی جی مین گاتے ہین
رقیبون نے ابھارا ہے نہ کیون پچتائین آخر کو — نہین وہ مانتے ہین لاکھ ہم انکو مناتے ہین
ہلال عید قربان دیکھ کر شوق شہادت مین — ترے خنجر کو اے قاتل گلے سے ہم لگاتے ہین
تری تلوار اوچھی گر کوئی پڑجاتی ہے تن پر — دہان زخم اے قاتل ہمارے مسکراتے ہین
جہان کروٹ بدلتے ہین تو اک بھونچال ہوتا ہے — تری کشتی بھی زیر خاک کیا اودھم مچاتے ہین
دکھایا دیدہ بازی نے نتیجہ یہ ہمین آخر — یہان آنکھون مین دم آیا ہے وہ سرمہ لگاتے ہین
نہاتا ہے وہ بت نا آشنا کے ساتھ گنگا پر — یہان ہم آنسوؤن کے مانند دریا مین نہاتے ہین

جھٹکدیتے ہین دامن صاف آکر مرے مرقد پر
وہ مشت خاک کو بھی میری مٹی مین ملاتے ہین

گو خاک پہ سایہ سا پڑا ہون — قدمون سے پر آپ کے لگا ہون

ہر باتین کیون جلاتے ہین آپ
مین آتش غم سے جل رہا ہون

ہو جب سے خیال ابرون کا
مانند ہلال جھک رہا ہون

وہ شوخ جو پیستا ہے مجکو
عاشق تو نہین ہو مین حنا ہون

کیون ہنس کے چھیڑ کرتے ہو نمک تم
فرقت مین کمال بیمزا ہون

وحشت کا مری نہ پوچھو عالم
سائے سے مین اپنے بھاگتا ہون

کیا آب بقا سے کام اے خضر
مین جان سے ہاتھ دھو چکا ہون

ابرو جن کا قضا کی ہے تیغ
صاف اُنکے ادا پہ مر رہا ہون

مفت اپنی جنس دل جاتی رہی سرکار مین
مال بکنے کا نہ تھا بکتا وہ کیون بازار مین

کشمکش رہنی ہے ناحق کافر و دیندار مین
ایک ہی رشتہ تو ہے تسبیح مین زنار مین

میٹھی نظرون سے جو دیکھا تمنے ہم ٹھنڈے ہوئے
تھا ملا زہر ہلاہل شربت دیدار مین

بوے زلف عنبرین جا اگر اے باد صبح
مشک سارا سول مٹی کی بکے تاتار مین

جوہری عینک چڑھا کر دیکھے گر باور نہو
تیسے دانتون کی چمک ہے دُر شہوار مین

قتل کس کس کو کریگا وہ بت نازک مزاج
زور ہاتھون مین نہین اور دم نہین تلوار مین

آپ کی رفتار نے کیسی قیامت کی بپا
سر پٹک کر یک بیک مر جانے لگے کہسار مین

جب سے باتین کین وہ اکدم مین سنجر ہو گیا
سحر ہے یا معجزہ ہے یار کی گفتار مین

رنگ تو لانے دو اُس رشک چمن کو بلبلو
دیکھنا کیا کیا شگوفے پھولین گے گلزار مین

پیچ مین آجائے گا سنبل بھی دیکھے گا اگر — پیچ مین ایسے تمہاری لٹ پٹی دستار مین
تیری مژگان کے تصور سے کیا ہی ہجو آب — آنکھ میری لگ گئی ہے وادی پرخار مین

آب آب آئینہ ہو جائے حلب کا کیا عجب
صاف ایسی ہے صفائی آپ کے اشعار مین

رہ گیا کھیت کو سے قاتل مین — حسرتین دل کی رہ گئین دل مین
لوٹہ مین جسکی خواہ ہے مجنون — ہے وہ لیلے ہر ایک محمل مین
یاد آتا ہے مصحف رخسار — ہر مکان مین ہر ایک منزل مین
ذقن یار مین ہین سے خال — اک فرشتہ ہے چاہ بابل مین
جان سے ہم گذر گئے لیکن — بدگمانی ہے یار کے دل مین
شب غم مین حواس بھی گم ہین — کون دیتا ہے ساتھ مشکل مین
عشق گیسو مین غل مچائین نہ کیون — ہم ہین جکڑے ہوئے سلاسل مین
ق
مین ہون عاشق ہین بنے دل مجھے — واعظو شرع کے مسائل مین
مگر انداز و ناز و غمزۂ یار — مین ہون مشغول ان مشاغل مین
گھر خدا کا ہوا صنم خانہ — بت لگے بسنے کعبۂ دل مین
چار تارون پہ ہے فلک نازان — سیکڑون داغ ہین مرے دل مین
کلمہ اُن کا سمجھ لگا پڑھنے — جو گیا ان بتون کی محفل مین
صاف کیا غم عذاب قبر سے ہے — دوست مشکل کشا ہین مشکل مین

کل نہین کچھ بے میسر آج اگر زر ہاتھ مین
لے گیا دنیا سے کیا اپنے سکندر ہاتھ مین

روز اول سے ہمین جامہ دری کا شوق ہے
عہد طفلی مین بھی تھا دامان مادر ہاتھ مین

تیغ ابرو کا اشارہ بس ہے عاشق کے لئے
آپ پھر کسواسطے رکھتے ہین خنجر ہاتھ مین

کی شود ہمدست وصل ماہ رویان جہان
آئین کیونکر گردش افلاک اختر ہاتھ مین

تحریر مین نے لکھا کسکے قد موزون کا وصف
ہوگیا خامہ مرا شاخ صنوبر ہاتھ مین

زور ہے دیوانگی کا مجھکو روز بہار بس
پھاڑ ڈالون آئے گر دامان محشر ہاتھ مین

ہم فقیرون کو نہین آرایش دنیا سے کام
تیغ کب رکھتے ہین قاتل اہل جوہر ہاتھ مین

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے گلستان کا لطف ہے
یار ہے بر مین ہمارے اور ساغر ہاتھ مین

ہے یہہ خواری تیرے دیوانونکی صحرا مین ہی
خاک سر پر خار پاؤن مین ہے پتھر ہاتھ مین

بھیجدین ہم لکھ کر اسکے سبزۂ خط کا جواب
آنو جائے کوئی زنگاری کبوتر ہاتھ مین

خاکساری کم نہین ہے نسخۂ اکسیر سے
ہوگیا پارس لیا ہمنے جو پتھر ہاتھ مین

یہہ دعا ہے صاف کی پاؤن سعادت روز حشر
ہو مرے اللہ نعلین پیمبر ہاتھ مین

گرچہ طول عمر لاثانی نہین
خضر سے ہمکو پشیمانی نہین

خون روتا ہون فراق یار مین
چشم تر مین بوند بھر پانی نہین

یار کے نقشے سے شرماتے ہین آئینے
حیف ہے صد حیف ہے ثانی نہین

آئینہ رویون سے الفت ہے مجھے
کون کہتا ہے کہ حیرانی نہین

لب پہ خندہ دل مین ہے تصویر یار
صورت آئینہ حیرانی نہین

زلف جانان بھی پریشان ہے بہت
کچھ فقط مجکو پریشانی نہین

آب خنجر سے بجھے کیا تشنگی
جس سے لب تر ہون یہ وہ پانی نہین

شاعری کیا بلکہ ہر علم مین
فیض صاحب کا کوئی ثانی نہین

چھوڑ دو عشق بتان بہر خدا
صاف یہ شان مسلمانی نہین

علاج درد الفت سے وہ ننگ و عار رکھتے ہین
بہت پرہیز عیسی سے ترے بیمار رکھتے ہین

نہین کرتے کبھی محراب مین کعبے کی ہم سجدہ
نظر مین جب سے انکا ابروے خمدار رکھتے ہین

کرین تعظیم ساقی کی اگر ہم عیب کیا اس مین
سبھی مے نوش پاس خاطر خمار رکھتے ہین

دل مجروح کو ہے سبزہ خط کا تصور سے
ہم اپنے زخم دل پر مرہم زنگار رکھتے ہین

غرض کبھی سے ہے نہ اصلاً مطلب دیر سے یارب
عداوت مجھسے ناحق کافر و دیندار رکھتے ہین

ہزارون قتل ہو جاتے ہین اک جنبش سے ابرو کی
بتان ہند ناحق ڈھال مین تلوار رکھتے ہین

عیادت کیلئے جاتے نہین سو نہین اکدن بھی
مسیحا ہوکے بیمار ونسے ننگ و عار رکھتے ہین

مسلمان کافرم ہندار و دو کافر مسلمانم
کبھی ہم سبحہ رکھتے ہین کبھی زنار رکھتے ہین

خرام ناز سے ہر گام پر فتنے ہوئے پیدا
قیامت زیر پا شاید یہ خوش رفتار رکھتی ہین

ہوئی ہین جب سے خط و زلف کی سرکار مین توقیر
جلو مین ہم بھی اپنے فوج مور و مار رکھتے ہین

نہین ہین غائبانہ ویسے جیسے روبرو ہین کچھ
کہان ہم سے صفائی آئنہ رخسار رکھتے ہین

پڑیگا اک نہ اک دن صاف اپنی کام مین رخنہ
کئی رخنے نئے اُس کی در و دیوار رکھتے ہین

دہان سی مین ہنین اُٹھتا جہان ہون
سراپا نقش پائے رہگذران ہون

برنگِ بو ہر اک گل مین نہان ہون
نہان نظرون سی ہون لیکن عیان ہون

کیا ہے وقف مین نے جان و دل کو
نگہبان ہون مین اُنکا پاسبان ہون

مجھے دیر و حرم سے کیا غرض ہے
تمہارے آستان کا پاسبان ہون

ہنین ہے فرق کچہ اِس مین سر مو
اسیرِ طرۂ زلفِ بتان ہون

عمامہ حضرتِ واعظ سنبھالین
اُڑا لے جاؤنگا رندِ جہان ہون

اِدھر کرتی ہین زلفین کانا پھوسی
اُدھر فرماتے ہین سرکار ہان ہون

حکومت ہے مجھے ملکِ سخن مین
شہِ اقلیمِ معنی و بیان ہون

ہمیشہ محو ہون فکرِ کمر مین
قسم ہے عیب دانکی راز دان ہون

خدا حافظ مرے ایمان و دین کا
ازل سے کافرِ عشقِ بتان ہون

کسی پر بھی ہنین کھلتا مرا حال
معما ہون کہ یارب چیستان ہون

مری خلقت ہوئی ہے خار و گل سے
بہارِ باغ ہون بادِ خزان ہون

اثر ہے سحر کا ہر شعر مین صاف
ہنین ساحر مگر جادو بیان ہون

دہری ہین پیشِ ابرو دہرے تیر و کمان دونون
نشانہ ایکدن ہو جائینگی پیر و جوان دونون

شب غم مین جو آہین نالہ بہ لب آہ و فغان دونون
لگین ہونے تہ و بالا زمین و آسمان دونون

کہان جام جہان ہے اور کدھر ہے قصر جمشیدی
گئے گزرے ملے سب خاک مین نام و نشان دونون

کوئی عاشق نہین گاہک متاع کفر و ایمان کا
دیار عشق تک پہنچے نہین سود و زیان دونون

بیان کیا کیجئے وصف لب شیرین کی تاثیرین
بنے ہین قند کے کوزے مری کام و زبان دونون

نہین معلوم ابھی ہے دلربائی سے سکھلائی
گیا وہ طفل نادان بھول سب ہیجے روان دونون

نہین ممکن رہائی اے پری پیکر قیامت تک
پھنسے ہین دام گیسو مین تمہارے انس و جان دونون

کرون مدح دہن کیونکر لکھون وصف کمر کیونکر
نہین رکھتی نظیر اپنی جہان مین این و آن دونون

خدا سے تا ملا نافہ ہے زبان قضا قدرت
ترے مرہون منت ہین مکان و لامکان دونون

نہین ہے چپ رہین ٹکڑے ہو ماتھے ورد صفا طینت
میسر گھر مین ہر آئینہ کے ہے آب و نان دونون

جو دیکھین صاف رخسار جناب شیخ سعدی بھی
تو رکھین طاق نسیان پر گلستان بوستان دونون

جاہل ہے غیر اس سے کہو صفحہ چڑھے ہین
کیا اُن سے گفتگو جو لکھے اور پڑھے ہین

اے صاف ذکر ابروئے قاتل کہان تلک
بس قصہ مختصر کہ کہین رن پڑے ہین

ردیف و

تم سمجھتے ہو یار کیا مجھکو
کہتے ہو جو بھلا برا مجھکو

رات دن ہے تصور اُس بت کا
گھر مرا ہو گیا گیا مجھکو

رٹ رہا ہون بتون کا نام جو مین
نہین معلوم کیا ہوا مجھکو

عاشق جعد ہون جدھر دیکھون
نظر آتا ہے اژدہا مجھکو

معنت بدنام خلق مین ہوگئے
اسے ہتو کیا خدا کو دوگی جواب
دیکھو اچھا نہین خدا سے ڈرو
تن کا ہید ہ ساتھ ہے ای صاف

اسے مسیحا ندو دوا مجکو
تم ندو سگے جو دل مرا مجکو
معنت مین کرستے ہو خفا مجکو
خلق کہتی ہے کہ ہرا مجکو

آب دندان نے بہایا موتیو نکی ہار کو
دیکھنے پاتا نہین ہون دولت دیدار کو
دیکھ لین وہ گر تمہارے گیسو و رخسار کو
پڑگئی ہین سیکڑون رخنے ہمارے کام مین
اک جھلک سے ہی ہو ہین مشتاق دکھلا دو مجھے
کہوٹے دامون بھی زلیخا مول یوسف کو لے نہ
عشقکے بندی ہوی مذہب سے کچھ مطلب نہین
دیکھ کر بدلے ہوئی تیور مسیحا کہہ اُٹھے
خاک پر ہی جسم لیکن آسمان پر ہے دماغ
کچھ قیمت کا کہین کیا آ گئے ہین بیچ مین
سیر کو جاتا تو ہے وہ رشکِ گلشن بی نقاب
تو ہے انسان اور وہ حیوان کچھہ نسبت نہین
دیکھ کر رخسار گل ہون خار چشمِ خلق مین

پانی پانی ہین سے کرتے ہو درِ شہوار کو
نیند کیسی آگئی ہے طالع بیدار کو
گبر و مومن توڑ ڈالین سبحہ و زنار کو
بند کرو ہونے اپنے رخنۂ دیوار کو
خلق کہتی ہے مہ نو ابروے خدار کو
جاے گر یوسف ہمارا مصر کے بازار کو
بندگی کہدو ہماری کافر و دیندار کو
کام صحت سے نہین ہی چشم کی بیمار کو
جانتے ہین جب سے اک محبوب مہ رخسار کو
دیکھ کر اُس جنگجو کی لٹ پٹی دستار کو
آگ لگ جاتی ہے اکدن دیکھنا گلزار کو
کبک کی رفتار کب پہنچے تری رفتار کو
سر و مٹی مین ملے دیکھے جو قدِ یار کو

اے پری یہ جی مین ہی کچھ ٹھہری ہم بھی چھوڑ کر ہین
چھوڑتا دن بھر نہین سایہ تری دیوار کو

آنکھ اُٹھا کر جواہر کے طرف دیکھون نہ صاف
طور کا سمجھا ہون سرمہ خاکِ پائے یار کو

دکھ ہے الفت کے خریدارونکو
دیکھ آیا کرو بیمارون کو

آنکھین پتھرا گئین او خانہ نشین
تکتے تکتے ترے دیوارون کو

ایک بھی جا کے وہان سے نہ پھرا
کیا اجل کھا گئی ہرکارون کو

شرم سے بند ہوئین کب آنکھین
نیند آتی نہین بیمارون کو

آب آب آئنے ہو جاتے ہین
دیکھ کر آئینہ رخسارون کو

کمر اُن کی نظر آتی ہین
دیکھتا غیب کے اسرارون کو

ملک الموت نظر آتے ہین
اے مسیحا ترے بیمارون کو

ہین جو انداز و ادا غمزہ و ناز
سیر ہے مجھ سے نہین چارون کو

باندھتے ہین وہ جفا و نپہ کمر
مار ڈالین گے وفادارون کو

نظر آ جائے جو وہ رشک چمن
باغ کی سیر ہو بیمارون کو

ہو نہ انگشت نما مثل ہلال
صاف کیون دیکھتا ہے تارون کو

اتنا نہ ہجر یار مین تو بیقرار ہو
اے دل نہ راز عشق کہین آشکار ہو

کسطرح [illegible] ش روز شمار ہو
ایسا کہنہ نہین ہے کہ جسکا شمار ہو

زاہد شراب شوق سے ڈرتا ہے تو بشا
یہ وہ نہین ہے نشہ کہ جس کا خمار ہو

ملکر کرے حنا کف افسوس لال لال
رنگین مرے لہو سے اگر دست یار ہو

مارا ہے مجکو پنجۂ رنگین یار نے
پہلو مین میری گور کے نخل چنار ہو

طاؤس وار رکھتے ہین آتشین دشمنی
کیونکر اسیر زلف دل داغدار ہو

روشن رہے یہہ داغ جگر ای نسیم صبح
پروا نہین ہے گل جو چراغ مزار ہو

دریا ہے سینہ یار تو ہے چشم تر صدف
کیونکر نہ اشک میرا در شاہوار ہو

ہو جائین صاف عیب ہنر روز حشر کے
مقبول یہہ دعا مری پروردگار ہو

ہی سفر مین بھی خیال رخ جانان مجکو
منزل عشق ہوئی منزل قرآن مجکو

لب جان بخش مین اعجاز مسیحائی ہے
ہی ترا چاہ ذقن چشمۂ حیوان مجکو

مدح رخسار مین گیسو کا خیال آہی گیا
ہو گئی صبح وطن شام غریبان مجکو

بسبب خال پریشان نہین یار مرا
یاد آتی ہے تری زلف پریشان مجکو

کثرت داغ جدائی نہین سر تا پا تک
شمع رویون نے کیا سرو چراغان مجکو

دون اگر گیسوی پیچ کو سنبل سی مثال
اژدہا بن کے ڈسے سرو گلستان مجکو

دیر سی کام نہ کعبے سے غرض ہے یارب
کس لیے چاہتے ہین گبر و مسلمان مجکو

چشم تر سے ہوئی سرسبز مری کشت امید
شکر کرنی نہ پڑی منت باران مجکو

یار کے دست حنائی پہ تصدق کرتا
ہاتھ آتا جو کبھی پنجۂ مرجان مجکو

شکوۂ جور بتان مین نکرون گا بخدا
کم نہی سے ملا رنج فراوان مجکو

ہم صفیرانِ چمن سے یہی کہتا ہون مین — گلستان تمکو مبارک ہو بیابان مجکو

صاف ہوتی ہی موی پہ جو کبھی سختی گور
یاد آتا ہے عذابِ شبِ ہجران مجکو

سنگ دل کو رحمتِ حق سے نہین کچھ فائدہ — یہہ تو ممکن ہی نہین بارانسے پتھر سبز ہو

راتدن ہو چشم دریا بار اپنی جوش پر
کیا عجب اے صاف اگر کشتِ مقاصد سبز ہو

ردیف ہ

ہی ہجر مین دل بلبلِ نالانِ مدینہ — ہی سینہ پُر داغ گلستانِ مدینہ
دیوانہ گیسوئے رسول عربی ہون — مسکن ہے مرا کوہ و بیابانِ مدینہ
دیکھون نہ کبھی کحل جواہر کی طرف مین — پاؤن جو کبھی خاکِ بیابانِ مدینہ
پوچھی نہ کبھی حضرتِ یوسف کو زلیخا — صورت جو دکھادین مہ کنعانِ مدینہ
عشق کمرِ حضرتِ والا مین ہوا ہون — دفن ہو میانِ لحدستانِ مدینہ
ہی سینۂ بی کینہ مرا مطلعِ خورشید — ہی داغ جگر مہرِ درخشانِ مدینہ
معروف ہین تہلیل مین تسبیح مین ذرات — واللہ ملائک ہین سب انسانِ مدینہ
حضرت کا جو روضہ ہی وہ ہی روضۂ فردوس — ہم شوکتِ رضوان ہوا دربانِ مدینہ
آتا ہے نظر خلق کو وہ نور کا بکہ — ہی مہر ہر اک ذرۂ رخشانِ مدینہ
آجائین نظارہ کیلئے موسی عمران — معمور تجلی سے ہے میدانِ مدینہ

ہین آٹھ پہر روضۂ اقدس سے مشرف
ہین کیا ہی جوان بخت جوانانِ مدینہ

یہ آرزو ہے تا ابد الدہر الٰہی
سرسبز رہے سروِ گلستانِ مدینہ

شاہانِ جہان دیکھکے حیرت مین رہینگے
محشر مین جب آئینگے گدایانِ مدینہ

سعدی کی گلستان سے نکمہ خاک ہو رنگین
ہے پیشِ نظر میرے گلستانِ مدینہ

موقع ہے اگر حضرت داؤد بھی آئین
ہین نغمہ سرا مرغِ خوش الحانِ مدینہ

لاحول ولا کیون نہ پڑہین نام پر اُسکے
ہی فرقۂ وہابیہ شیطانِ مدینہ

کہدینگے ہم اسے صاف یہ بلقیس کے منہ پر
ہر مور مدینہ ہے سلیمان مدینہ

ہی یہ حیرت سے ترائرد آئینہ
روبرو رکھتا ہے کیون تو آئینہ

عارضِ شفاف دکھلادو جو تم
کیون نہو جائے اُڑنچھو آئینہ

روی روشن کے مقابل آئی کیا
دیکھہ ہی لے چشم و ابرو آئینہ

دیکھکر چہرہ ترا میری طرح
روئے گا آٹھ آٹھ آنسو آئینہ

اُسکی بیدیکھی مکدر کیون ہو تو
کر چکا ہے کچھہ تو جادو آئینہ

محوِ حیرت ہوگئے پہلونشین
ہے ترا ہر ایک بازو آئینہ

اپنی قسمت پر وہ اترانے لگے
دیکھہ لے گر انکا زانو آئینہ

گر نہین ہے شوقِ خودبینی تجھے
مول کیون لیتا ہے پھر تو آئینہ

روئے روشن کو نظر لگ جائیگی
تو نہ دیکھہ او یار خوش خو آئینہ

تیرے چہرے سے کرے جب ہمسری — لائے پھلے چشم و ابرو آئینہ
کھائیگا منہ کی یقین ہے ایکدن — تاکتا ہے جو ترا رُو آئینہ
اے سکندر قلعی کھل جائے ابھی — دیکھ لے گر آئینہ رو آئینہ
چاہتی ہین گبر و مومن کیون آپ سے — لے مسلمان ہے یہ ہندو آئینہ
جیسے دکھلائی ہے تونے آنکھ اسے — ہوگیا ہے چشم آہو آئینہ
عکس افگن رخ جو تیرا ہو کبھی — کیون نہو گرداب ہر جو آئینہ
دولت دیدار لیتا ہے چرا — دیکھتا رہتا ہے قابو آئینہ

پیٹھ کے پیچھے سے ہے کچھ منہ پری کچھ
کب ہوا ہے صاف کیسو آئینہ

بعد مردن رکھ لیا ہے پیرہن مین آئینہ — ہوگیا ہر ایک داغ دل کفن مین آئینہ
مرچلا ہون عشق میں تیرے آئینہ رخسار مین — یہ وصیت ہے مری رکھدین کفن مین آئینہ
تاکتی رہتی ہے منہ ہر ایک گل کا جب نہ تب — کسنے دکھلایا ہے نرگس کو چمن مین آئینہ
صورت درد و الم ہی آتی ہے مجکو نظر — دیکھتا ہون گر کبھی رنج و محن مین آئینہ
دیکھ کر اُس کی صفائی دنگ ہے ہر آدمی — جسم ہے اُس یار کا یا پیرہن مین آئینہ
مین وہ دیوانہ ہون عشق آئینہ رخسار مین — چشم آہو بن گئی ہے صاف بن مین آئینہ
کردیا ہے حیرتی عالم کو تیرے یار نے — رات دن رہتا ہے دست مرد و زن مین آئینہ
ہر گلی کوچے مین صد ہا آئینہ رو پھرتے ہین — منہ کی کیا آئے جو بازار دکن مین آئینہ

آمد آمد تو نہین اُس آئنہ رخسار کی
کس لئے حیرت زدہ ہے انجمن مین آئنہ

ایک دن منہ کی نہ کہا جائے بھری مجلس مین پھر
تاکتا تو ہے ترا منہ انجمن مین آئنہ

شمع رو آئین اگر محفل مین اپنی بے نقاب
صاف پروانہ بنے گا انجمن مین آئنہ

جو دکھلاؤ ابرو کے جوہر ہمیشہ
گردن نذر سرکار کے سر ہمیشہ

نہ آیا جواب ایک بھی خط کا اپنے
ہوئے ذبح میرے کبوتر ہمیشہ

تن و سر مین اک روز ہوگی جدائی
رکھے گا اگر دانت خنجر ہمیشہ

بھر آتے ہین کھوٹے سبو بے پیئو کو
بلا لاتے ہین میرے سر پر ہمیشہ

نہ آیا کسی رات وہ غیرت مہر
رہی ٹکٹکی جانب در ہمیشہ

اگر ہجر دندان مین روتے رہین ہم
کہین جلوہ مین سستے گوہر ہمیشہ

رہ عشق مین رنج دونے اٹھائے
لگی ہمکو ٹھوکر پہ ٹھوکر ہمیشہ

وہ بت گھر سے باہر نکلنے نہ پایا
ترستے رہے دیدۂ تر ہمیشہ

یہ پرداغ ہے دل کرامت تو دیکھو
رہی ڈھیر پر گل کی چادر ہمیشہ

گئے لاؤ گل کی گہ مہر وہ کی
کہین پھبتیان اُنکے منہ پر ہمیشہ

خدا کی قسم لوگ در پیتون کے
ہوئے ذبح اللہ اکبر ہمیشہ

رہی خاک کب میری کوچہ مین تیرے
اُڑا لے گئی باد صرصر ہمیشہ

مصفا ہوا جب سے آئینہ دل
رہا محو حیرت سکندر ہمیشہ

بناتے ہو بارہ دری کس لئے تم
رہا کرتے ہیں صاف ششدر ہمیشہ

ردیف ی

دل سے طپش عشق کی جاری نہیں جاتی
کب آپ ہیں دیکھے بیماری نہیں جاتی

تاثیر مری آہ کی اتنی تو ہوئی ہے
میلون ہیں وہ غیر و نکی اُبھاری نہیں جاتی

چھپتا کوئی دیجائے نہ پھر آکے لب بحر
اس ڈر سے وہ دریا کے کنارے نہیں جاتی

کرتے ہی نہیں سیر تماشے کا ارادہ
باہر وہ کہیں گھر سے ہمارے نہیں جاتی

پیش نظر آئینہ ہے جس روز سے اُسکے
گرنگو چمن کے بھی نظارے نہیں جاتی

سر آپ نے جس دن سے ہو شانہ کو چڑھایا
سر چھوڑ کے میرا کہیں آرے نہیں جاتی

کس روز نہ نکلا ترے عاشق کا جنازہ
کس شب یہ ترے گھر سے اُتارے نہیں جاتی

کوٹھے پہ اگر جا رہے وہ ماہ نہیں غم
کیا چرخ فلک نالے ہمارے نہیں جاتی

پیری نے چھڑایا ہے معشوق سے ہمکو
اسپر بھی جوانی کے خسارے نہیں جاتی

ہم آنسوؤں کے بحر میں کب تک رہیں ڈوبے
دم بھر کہیں اغیار کنارے نہیں جاتی

ہیں بے ادب اغیار چلے جاتے ہیں بے حکم
ہم گھر ہیں بغیر اُن کے پکارے نہیں جاتی

مرتے ہیں گلے کاٹ کے اغیار ہزاروں
قاتل ترے ابرو کے اشارے نہیں جاتی

پیدا کروں اے صاف کوئی یار طرحدار
دن زیست کے بے یار گزارے نہیں جاتی

حبذا تب مجھسے لن ترانی ہے
کونسی بات تمنے مانی ہے

بیٹھین ہم دور غیر بیٹھین پاس
ظلم ہے یہہ کہ مہربانی ہے

عشق شیرین سے ہات دہو فرہاد
عاشقی مرگ ناگہانی ہے

در قاتل پہ جان دے بیٹھین
بات ہمنے یہہ جی مین ٹہانی ہے

کب کُھلی محرم اُسکی بہول گیا
یاد چہڑیا کی اک کہانی ہے

شب غم ہوگئے ففر و سب
ہم ہین بستر پہ ناتوانی ہے

دیکھ کر میری چشم دریابار
دل سمندر کا پانی پانی ہے

ایکدن جان بہی کہیا دے گا
دل ہمارا عدو سے جانی ہے

مجکو جو تنگ کر کے دیکھ ہی لو
گر تمہین تیغ آزمانی ہے

اے دل زار ہو نہ زیر و زبر
آئیگی وہ جو پیش آنی ہے

حال دل یار یونسے کیا پوچھین
ہمنے دنیا کی خاک چھانی ہے

مرگئے ہم مگر یقین ہی نہین
اُسکے جی مین یہہ بدگمانی ہے

موت سر پر کہڑی ہے تیشہ لئے
کوہکن مجہو تیشہ رانی ہے

دیکھ کر لوٹ جائے صحن بہشت
واہ انگنائی کیا سہانی ہے

آیکے ہم قدم نہ چھوڑینگے
جب تلک جان تن مین جانی ہے

صاف سے بہی سلوک کچہہ کر لو
پہر کہان موسم جوانی ہے

بگڑی جو مرے ساتھ وہ اتنک بنی ہے
منظور مگر آپ کو خاطر شکنی ہے

جسدن سے مری یار کو ہے شوق سفر کا
ہر چند وطن مین ہون مگر بیوطنی ہے

ہے سینۂ شفاف ترا جب سے نظر مین
دن رات مجھے مشغلۂ سینہ زنی ہے

رخسارۂ روشن سے مہ و بدر کو تشبیہ
نوک مہ نو یار کے جوتی کی انی ہے

مخلوق سے کیا کام ہے خالق سے غرض ہے
ہیہ سب فقرا مین مگر اللہ غنی ہے

تیر نظر یار کا مین جب سے ہدف ہون
چھاتی مری چھلنی کیطرح خوب چھنی ہے

ہر بات مین ہے ذائقۂ قند مکرر
اللہ نے دی تمکو بھی شیرین دہنی ہے

مرجائے اُس بت سے کسی روز نہ ملئے
مدت سے یہی دل مین مری بات ٹھنی ہے

زلفون کی ثنا وصفت اے صاف کہانتک
بیان ہو کرون ہین نافہ مشک ختنی ہے

ہوئی زیب گلوئے سیم تن زنجیر سونیکی
زہے طالع زہے قسمت ترے تقدیر سونیکی

سراپا رنگ تیرا جیسی قدرت خدا کی ہے
نہین ہے مال کچھ آگے تری تنویر سونیکی

کہا خلقت نے اس زرگر پسر کا دیکھ کر چہرہ
خدا نے ہاتھ سے اپنے گھڑی تصویر سونیکی

سنہری رنگ والونکی لکھے اوصاف مین کیا کیا
مرے دیوانکو درکار ہے تحریر سونیکی

طلا زیور ان سیمین تنون کو زیب دیتا ہے
جہانمین ہو نہ کیونکر عزت و توقیر سونیکی

زیادہ نقد جان سے بھی عزیز اسکو سمجھتے ہین
ہوئی جاتی ہین الفت مین جوان و پیر سونیکی

مجھی لکھتے ہین ایسی گفتگو کیجے مہوس سے
شب وصلت مین جب کرتا ہون تقریر سونیکی

مرے لو دیکھ کر جسکی چمک پہ چکر مین آجائے
وہ تیرے پاؤن مین بڑی ہی جو زنجیر سونیکی

برائے فاتحہ آنی لگے زرین قبا والے
ہماری قبر پر ہونے لگی تعمیر سونیکی

بت قاتل کا مین نے نام پارس نامہ رکہا ہے
چھری لوہے کی ہوتی ہے [illegible] سونیکی

نہ باندھو آہنی تلوار تم نخل جواہر ہو
سپر چاندی کی ہو الو کوئی شمشیر سونیکی

طلائی حسن والوں کے جو زیر سایہ چلتے ہو
وہ دین گے صاف اکدن آپ کو جاگیر سونیکی

وہ مجکو دم مین رکھکے عجب چال چلگئے
وعدے کی شب جو آئی تو گھر سے نکل گئے

ہان راہ عشق مین سر دیا کی جبین نہین
سب اپنے پاؤن سے گئی ہم سر کے بل گئے

سونگھی جو مین نے زلف معنبر شب وصال
بیداد باغ مین جو ہوے تھے خلل گئے

ای سرو خوش خرام جب آیا چمن مین تو
کبک دری پہاڑ کے جانب نکل گئے

کچھ یاد بھی ہے نشہ مین کیا کیا سنا دیا
کیا کیا کلام آپکے منہ سے نکل گئے

گل سبز باغ خوب دکھایا تہا آپنے
پھر آج مجکو روغن قاز آکے مل گئے

اللہ رے سوز عشق کہ گرمی سے استخوان
کچھ کچھ تو جل کے خاک ہوئی کچھ پگھل گئے

کوٹھے پہ جاکے سو رہے بعد آدھی رات کے
اسکے محل پہ ہم جو گئے بے محل گئے

منصوبے آج سب مجھے گھر سے نظر پڑے
شطرنج کی کچھ ایسی وہ کل چال چل گئے

جب آگیا ہے اس مژہ خونفشان کا ذکر
خنجر کے ہاتھ سیکڑون ہی دل پہ چل گئے

کیا دیکھتے ہو سوئے فلک بے نقاب ہو
منہ پر سے مہر و ماہ کئی بار ٹل گئے

حاسد کا بزم شعر مین نقشہ بگڑ گیا
شعر اپنے صاف صاف جو سانچے مین ڈھل گئے

سود بڑھتا ہے ان جیالون سے
قرض لین بوسے انکے گالون سے

دوستی ہے ہمین کلالون سے
کون ڈرتا ہے کوتوالون سے

پیچ سنبل کو ہے ترے بالون سے
گل کو نسبت نہین ہے گالون سے

خاکساری مین کیا ملا ہے مزہ
بو چھٹے اپنے پائمالون سے

ہر کوئی مارتا ہے اک پتھر
پھل ملا ہے یہ نونہالون سے

ہون جو دیوانے عاشق انکی بلا
ہم برے ہین بری خصالون سے

رخ و کاکل سے عشق ہے مجکو
خوف گورون سے ہے نہ کالون سے

ہمپہ بجلی گرے کہین گر جھوٹ
ہم ہین الجھن مین انکے بالون سے

پان کسواسطے چباتے ہو
سرخ ہین لب تمہارے لالون سے

شب فرقت کا حال کیا کہئے
صاف فرصت نہین ہے نالون سے

کیا اس مسیح کا لب شیرین نظر مین ہے
میٹھا سا درد رات سے اب تک جگر مین ہے

ہنگام قتل کیون نہو مجکو خوشی حصول
ہے ماہ عید چاند جو انکی سپر مین ہے

ہے چاندنی کی سیر ہر اک شب مجھے نصیب
اک زہرہ وش کی چاندسی صورت نظر مین ہے

بے یار بقصد خلد برین ہے عذاب سخت
فرقت مین ہمکو رنج سقر کا سفر مین ہے

بے رشک باغ کاٹے ہی کھاتا ہے مجکو باغ — تاثیر تیغ موج نسیم سحر میں ہے
بیت الحرام کا سفر اے شیخ ہے عبث — وہ شی ہے کونسی جو نہیں تیرے گھر میں ہے
دریا بھی جسکو دیکھ کے ہوتا ہے آب آب — وہ بحر موج خیز مری چشم تر میں ہے

کیا کام مجکو آئینہ خانے سے خلق کے
اے صاف یار آئینہ رو میرے گھر میں ہے

دمبدم غیر ہے حالت اپنی — کہیں کس سے یہ صیبت اپنی
دیکھی آئینہ میں صورت اپنی — کھل گئی صاف حقیقت اپنی
جیتے ہی جنسے دہو ڈالیں ہاتھ — کون جھیلے گا مصیبت اپنی
بے اجل زلف نے مارا ہم کو — شام کو ہو گئی رحلت اپنی
عاشقوں میں جو لکھا یا چہرہ — اور کچھ ہو گئی صورت اپنی
تن خاکی جو بکھر جائیگا — دور ہو جائے گی کلفت اپنی
دل جگر دونوں پگھل جاتے ہیں — بڑھ گئی حد سے حرارت اپنی
نیک و بد میں نہ کیا فرق کبھی — سمجھے ہم رنج کو راحت اپنی

صاف رحمت سے خدا نے بخشا
کام کب آئی عبادت اپنی

مدت سے ہے تلاش کہ وہ دلربا ملے — یارب کبھی تو دل کا مری مدعا ملے
کیا مجکو خالی ہاتھ اٹھانے سے فائدہ — دست دعا کبھی تو مراد عا ملے

گھل گھل کے مر رہا ہون نہ دی شربت و عناب
سے عیسے مریض خال کو حب شفا ملے

ڈوبا ہون بحر عشق مین دندان یار کے
مضمون وہ ملے کہ دُر بے بہا ملے

یوسف وہ ہون عزیز پہونچونگا مصر تک
اخوان جو چھوڑ دین تو مجھے بہتر یہ ملے

اک بیقرار طائر بسمل نثار ہون
جب تک نہ آپ کا درِ دولت سرا ملے

اسطرح حسن و عشق کے دونون ہین رتبہ دان
مسند ملے اُنھین تو مجھے بوریا ملے

دیکھون نہ آئینہ کیطرف آنکھ اُٹھا کے مین
اے صاف مجکو شعر اگر آپ کا ملے

عشق مین موت آنیوالی ہے
کس مصیبت مین جان ڈالی ہے

او مسافر سفر کا قصد نکر
اس مہینے کا نام خالی ہے

نسبت انسان سے کچھ بھی نہین
یہ جمالی ہے وہ جلالی ہے

کیون ہو روز قتل عید کا دن
شکل تلوار کی ہلالی ہے

اُنکا جو فقرہ ہے وہ دو معنی
اُنکی جو بات ہے وہ گالی ہے

تارے چھٹکے ہین یا اے شب ہجر
یہ مرے مقبرے کی جالی ہے

ہے کسی گل کی جستجو ہمکو
ہاتھ مین پھول کی جو ڈالی ہے

بھر دے اے ساقی آج جام پہ جام
ہاتھ ان میکشون کا خالی ہے

منزل گور او مسافر عشق
ایکدن آگے آنے والی ہے

دیکھ کر سینہ چھید رہا ہے مرا
کیسی کرتی کی تیری جالی ہے

صاف مدت کے بعد آئے ہو
خیریت ہے مزاج عالی ہے

پرتو ہی بس ہے یار کی دیوار کا مجھے
کیا احتیاج سایۂ بال ہما سے مجھے

ایسا گھلا ہوں فرقت گیسو میں اندنوں
کوہ گراں ہے جسم کا ہر رونگٹا مجھے

دیکھوں کبھی نہ کحل جواہر اٹھا کے آنکھ
ملجائے آپکی جو کہیں خاک پا مجھے

سیمیں بروں کی یاد میں ہوں گنج قبر میں
بعد فنا ہوئی ہوس کیمیا مجھے

ایکان جب سے ہے یہ تن کاہیدہ ساختہ
ڈرتا ہوں کھینچ لے نہ کہیں کہربا مجھے

پنجے سے پنجہ میں نے ملایا نہ تھا کبھی
کیوں شوخ پیستا ہے برنگ حنا مجھے

کیونکر شب وصال میں ہوں اُسنے ہم بغل
ناگن کیطرح ڈستی ہے زلف رسا مجھے

مانند زلف میں بھی چڑھوں سر حضور کے
ملجائے مانگ کا جو کبھی راستا مجھے

آئینہ دل کا آپ ہی شفاف ہو گیا
کرنی پڑی نہ خاطر اہل صفا مجھے

زہر فراق یار کا تاثیر کر گیا
عیسیٰ نہ دو خدا کے لئے کچھ دوا مجھے

محفل میں اے حضور کنکھیوں سے غیر کو
کرتا ہے قتل آپ کا یوں دیکھنا مجھے

اُنکی ادا سے کام ادا ہو گیا مرا
تیغ نگاہ ہو گئی تیغ قضا مجھے

جب وصف میں نے اُس مہ پیکر کا کیا
مضمون صاف ہاتھ لگا دور کا مجھے

تیغ ابرو اگر دو دھاری ہے
موئے مژگاں بھی اک کٹاری ہے

آہ لب پہ ہے اشک باری ہے
ہجر میں کیسی بیقراری ہے

کیا اسے ٹھے بار تیغ قاتل کا
سر مرا میرے تن پہ بھاری ہے

عار ہے یاد نہیں تو سر خاک
آنکھوں میں یہ ہماری خواری ہے

اوچھے اوچھے ہیں زخم تن کے مگر
دل پہ جو زخم ہے وہ کاری ہے

ہو گیا غش نظر پڑی جس پر
واہ واہ کیا نظر تمہاری ہے

ہے قیامت جلو میں اسکے صاف
واہ کیا دھوم کی سواری ہے

آتے ہی نہیں گھر سے وہ باہر کئی دن سے
بگڑا ہوا ہے اپنا مقدر کئی دن سے

اس ترک کا احسان ہو گردن جو سبکبار
ہے بار گران تن پہ مرا سر کئی دن سے

جی شہر میں لگتا ہے نہ صحرا میں الہی
چھائی ہے اداسی مرے دل پر کئی دن سے

بیماری ہجران کا برا روگ ہے سچ ہے
آرام نہیں جان کو دم بھر کئی دن سے

مٹی میں ملاتا ہے جوانی کو ہماری
دل ہو ہے تپ بے صبر کا پتھر کئی دن سے

نیچ اوس کو یاس اپنے بٹھایا کریں آپ
یان سینہ میں دم ہے تلے اوپر کئی دن سے

للہ خدا اسکے لئے صیاد رہا کر
آتا ہے بہت یاد مرا گھر کئی دن سے

کچھ حال سمجھتے ہیں نہ بات دل کو
جو دل کی بدولت ہیں تنگ گھر کئی دن سے

کیا تم سے بیان میں کروں حال شب فرقت
کاٹے مجھے کھاتا ہے مرا گھر کئی دن سے

بیتاب ہیں ناصح کی نصیحت کو ولیکن
قابو میں نہیں ہے دل مضطر کئی دن سے

ہوش ہی اڑے جاتے ہیں اس کا سبب ہے کچھ کچھ تو حیا کم ہوئی ہے شکر خدا کا	آیا ہی نہیں وہ ان جا کے کبوتر کئی دن سے سوتے ہیں مرے ساتھ لپٹ کر کئی دن سے

پھر کس کی قضا آئی ہے معلوم نہیں صفا
پھرتے ہیں وہ باندھے ہوئے خنجر کئی دن سے

کھنچی ہے وحشت ترے دیوانے سے	چل کسی بستی میں اب ویرانے سے
دل کہانداروں کو دینا ہی نہ تھا	نفع کیا گوشے میں اب جلانے سے
ایک دن گلگیر لے گا انتقام	شمع جلتی ہے عبث پروانے سے
دم میں دم آتا ہے جب آتے ہو تم	جان جاتی ہے تمہارے جانے سے
آچکی پیری جوانی جا چکی	اے دل اب مسجد میں چل میخانے سے
جمع خاطر یہاں پریشان ہو گئے	زلف سلجھے گی وہ شانے سے
جلوہ دیکھو ان بتوں کا دیر میں	فائدہ کیا ہے حرم کو جانے سے
رنج فرقت دیر ہی ہے کیا کروں	دل بہلتا ہی نہیں بہلانے سے
ہو گئی نادانی ہم سے پہلے ہی	حال دل کہنا نہ تھا بیگانے سے
یار کے کوچے سے مطلب ہے ہمیں	کام کعبہ سے نہ ہے بتخانے سے
میں وہ ہوں ساقی لنڈھا دوں خم کی خم	ہو نہ سیری ایک پیمانے سے
کیوں پریشانی بڑھاتے ہو مری	تم نہ الجھو زلف کے سلجھانے سے
دل کو پہلو سے نکالو پھینک دو	دوستی رکھتے ہو کیا دیوانے سے

سو رہو آؤ لپٹ کر کون سے
وصل کی شب فائدہ شرمانے سے

پوچھ لو سب سے گر باور نہو
اس چمن مین ہم ہین اک بیگانے سے

مین نہ جاؤنگا کسیدن شہر مین
کام دیوانے کو ہے ویرانے سے

صاف کٹتی ہجر مین فاقہ کشی
پیٹ بھرتا ہی ہنین غم کھانے سے

دم مرے جان اُن کا بھرتی ہے
جن بتون پر خدائی مرتی ہے

ہم سلیمان ہین زمانے کے
روز گھر مین پری اُترتی ہے

وہ بلانوش ہون کہ کھانے کو
آسمان سے بلا اُترتی ہے

ہے وہ محبوب ہم بغل جب سے
زندگی لطف سے گذرتی ہے

بیکسی بعد مرگ بھی نہ گئی
قبر کا اب طواف کرتی ہے

مین وہ بیمار عشق ہون عیسےٰ
موت نزدیک آتے ڈرتی ہے

دیکھ کر اُن کی زلف بکھری ہوئی
کیا طبیعت مری بکھرتی ہے

خاک عزت رہے گی زیور کی
زلف اب اُسکے کان بھرتی ہے

صاف چلیئے سلام کو اکدن
سنتے ہین عاشقون مین بھرتی ہے

لب نگین سے ہین لعل ہی دلبر پانی
تیری دانتون کی صفائی سے گہر ہو پانی

تشنہ ہون دے تو مجھے شوخ ستمگر پانی
ہین آب دم شمشیر سے بہتر پانی

حشر تک ابر سے پانی جو نہ برسے نہ سہی
دیدۂ تر سے [illegible] ہو گیا [illegible] پانی

کیا صفائی رخِ آئینہ رو ہے اے یار
ہو گیا شرم سے [illegible] پانی

شورشِ عشق نے قاتل سے کیا شرمندہ
[illegible] پانی

[illegible] بھوت کو وقت میں مرد و دیدۂ تر
ہو گئے [illegible] پانی

عمر جاوید زر و زور سے ملتی ہے کہاں
[illegible] پانی

میرے رونے سے یہ طوفان اٹھا [illegible]
پڑ گیا [illegible] پانی

دیدۂ تر سے کچھ آنسو نکل آئے شب ہجر
[illegible] ہو گیا [illegible] پانی

زلفِ مشکیں کو اگر دھوئے وہ شاہِ گلشن
ابھی ہو جائے سمندر کا پانی

غم نہیں تشنگی حشر کا مجھ مجرم کو
دیں گے اے صاف مجھے ساقیِ کوثر پانی

شعر گوئی کی یہ شہرت ہو گئی
دشمنوں کو صاف حسرت ہو گئی

جب مری تاثیرِ دعوت ہو گئی
انکو غیروں سے عداوت ہو گئی

عشق سے جب ہم کو بیعت ہو گئی
عقل دور اندیش حیرت ہو گئی

چین دم بھر آہ و نالہ سے نہیں
دل لگی بھی اک مصیبت ہو گئی

نقدِ دل جاتا رہا اک بوسہ پر
مفت کیا برباد دولت ہو گئی

جب سے آئینہ ہوا انکی روبرو
اور ہی کچھ اپنی صورت ہو گئی

بات تک منہ سے نہ نکلی پیش یار
حضرتِ موسیٰ کو لکنت ہو گئی

سخت جانی کا برا ہو بعد مرگ
ہمکو قاتل سے ندامت ہو گئی

واہ ری تاثیر روے یار کی
آئینہ دیکھا تو حیرت ہو گئی

دل ہمارا جب مصفا ہو گیا
آئینہ رویون کو حیرت ہو گئی

اُنکے دل مین اور رنجش آگئی
حال دل کہنا شکایت ہو گئی

سچ تو یون ہے باعث عشق مجاز
کشف سب ہم پر حقیقت ہو گئی

دل نہ دین گے ہر کسیکو بھول کر
صاف اب ہمکو نصیحت ہو گئی

اچھے ہی طریق ہین شرم و حجاب کے
پردے حیا کی منہ پہ ہین بدلی نقاب کے

گھر ہو گیا ہے گور سے بدتر فراق مین
درد و الم ہین مجکو فرشتے عذاب کے

مین ہون وہ مے پرست کہ بعد فنا بھی
بنتے ہین میری خاک سی کنگر شراب کے

کب ہی چراغ صبح مین نور چراغ شام
پیری مین ولولے نہین رہتے شباب کے

لکھ لین جو چاہین کاتب اعمال شوق سی
دیکھون گا روز حشر مین پرچے حساب کے

ہم مولوی جام ہین کچھ اسمین شک نہین
بوتل بغل مین رکھتی ہین بدلی کتاب کے

کہتے ہین لوگ بدر کف پاے یار کو
اے چرخ ماہ نو ہی مشابہ رکاب کے

آہ شرر فشان ہی مری برق سی دو چند
فرقت مین دونون آنکھین ہین چھالے سحاب کے

کبر و غرور صفحۂ دل سے مٹائیے
کاغذ خراب کرتی ہین کیڑی کتاب کے

خون جگر ہے ہمکو مے ناب ساقیا
دل ہجر مین چباتے ہین بدلے کباب کے

وہ آہ آتشین شرر افشان ہوئی تھی رات
چھٹی رہین ہوائیان منہ پر شہاب کے

بے لطف ہجر یار مین ہے شغلِ میکشی
ہین گھونٹ زہر کے بھی ساغر شراب کے

اُس گل کے ہجر مین نہین کھائی مین نے گل
تختے کھلے ہوئے ہین جگر پر گلاب کے

مطرب پسر کے عشق مین پیدا کیا کمال
تارِ نفس بھی تار بنے ہین رباب کے

اے صاف لطف مے ہے جوانی مین مغتنم
پیری مین دن نہ آئین گے عہدِ شباب کے

خار ہین ہم ہین اور صحرا ہے
عشق گلرو کا یہ نتیجا ہے

گر خفا ہم سے وہ مسیحا ہے
زیست کی بھی کیسی تمنا ہے

لب پہ کب ان تو انکا شکوا ہے
عالم الغیب حق تعالیٰ ہے

شام آتے ہین صبح آتے ہین
روز اک عذر ہے بہانا ہے

انکو فرصت نہین ہے سنتے ہین
جب نہ تب مینہ ہے میلا ہے

جمع ہے خلق کوے قاتل مین
مین تڑپتا ہون کیا تماشا ہے

کیا کرے گا مری مسیحائی
آپ بیمار خود مسیحا ہے

رٹ رہا ہون تو انکا نام جبین
کعبۂ دل ہے یا کلیسا ہے

دونون آنکھون کا ماجرا ہے بڑا
ایک جمنا ہے ایک گنگا ہے

ہو گئے غرق بحرِ الفت مین
دیدۂ تر نہین ہے دریا ہے

زندگی سے تنگ آیا ہون
آج ہو جائے کل جو ہونا ہے

ہاتھ آئے تو کیا نہ آئی تو کیا
کیمیا ایک خام پارا ہے

کیون ہمین کرتے ہو جان و دل ایکر
کب سے پنہان آشکارا ہے

آؤ تم جب تمھارا جی چاہے
مین تمھارا ہون گھر تمھارا ہے

رخ و گیسو کی یاد مین اے صاف
کچھ اندھیرا ہے کچھ اجالا ہے

سوزش تری الفت کی چھپائی نہین جاتی
یہ عشق کی ہے آگ بجھائی نہین جاتی

آجاے اگر موت تو بہتر ہے الٰہی
تکلیف شب ہجر اٹھائی نہین جاتی

تھرے کئی ہم دل مین بنا سکتے ہین لیکن
منہ پر ترے اک بات بنائی نہین جاتی

ملنے کو جو شرماتے ہو بیدار مین صاحب
کیا خواب مین بھی شکل دکھائی نہین جاتی

جو دل پہ گذرتی ہے اذیت شب غم مین
دل جانتا ہی ہم سے سنائی نہین جاتی

وحشت کے دن آئی ہین رفوگر کو سنا دو
ان روزون قبا اپنی سلائی نہین جاتی

قید غم گیسو سے رہائی ہو الٰہی
زلفون کی کڑی ہم سے اٹھائی نہین جاتی

کس روز بلا آتی نہین سر پہ ہمارے
کس رات تری زلف بنائی نہین جاتی

مین گھر کو تو نالون سے اٹھا لیتا ہون سر پر
او دہم دل مضطر سے مچائی نہین جاتی

ڈرتا نہین مین بات بھی اغیار اگر دین
تیغ ابرون کی ان سے لگائی نہین جاتی

بیمار ہی فرقت مین غذا کھاے کیونکر
سوگند تلک ہم سے تو کھائی نہین جاتی

وہ بھی نہین اگر پاس تو تب کچھ ہو گوارا
تکلیف جدائی کی اٹھائی نہین جاتی

ملکے نہ ہوئے خلق مین ہم بعد فنا بھی
اللہ نگہبان ہے بیمار وفا کا

وحشت اپنی احبا سے اٹھائی نہین جاتی
صحت کی علامت کوئی پائی نہین جاتی

وہ نغمہ سرا ہون چمن دہر مین اے صاف
بلبل سے مری طرز اڑائی نہین جاتی

ہر اک بات بگڑی نامہ بر جائیگی
ہوا پر ہماری خبر جائیگی

قفس مین ہے بلبل ابھی چند روز
کہان اڑکے بے بال و پر جائیگی

چھپین گے اگر سات پردون مین آپ
ہماری نظر کام کر جائیگی

وہ دیوانہ ہون جاؤنگا مین جدھر
مری وحشت دل جدھر جائیگی

کریگا زمانے کا منہ کون بند
یہ رسوائی ہے دربدر جائیگی

در یار پر جب وہ ٹکرائے گا
تمنائے شوریدہ سر جائیگی

تری یاد دل سے نکلکر مرے
ٹھکانا کہان ہے کدھر جائیگی

زمانے مین اندھیر ہو جائیگا
جو زلف انکی رخ پر بکھر جائیگی

پڑے گی اگر سر پہ تیغ نظر
جگر تک مری صاف اتر جائیگی

ماہ کنعان پہ غضب شیدا زلیخا ہوگئی
تو وہ یوسف ہے خدائی تجھ پہ شیدا ہوگئی

کیون عیادت کے لئے جاتی نہین فرمائیے
کیون تمہین بیمار سے نفرت مسیحا ہوگئی

دوست تو کیا غیر کے بھی ہم سر بالین گئے
جب کسیکو رنج پہونچا ہمکو ایذا ہوگئی

یار نے کس حسن سے موتی پروے مانگ مین
کہتے ہین سب کہکشان عقد ثریا ہوگئی

دل کھچا جاتا ہے میرا اس مسیحا کیطرف
پھر وہی بیماری الفت مجھے کیا ہوگئی

وصف کرتے تھے رقم تیری کمر کا او میان
میرے خامے کی زبان منقار عنقا ہوگئی

یہ خوشی تھی موت کی فرقت مین اس بیمار کو
صورت پیک قضا شکل مسیحا ہوگئی

کنج مرقد بس ہے میری دل لگی کیواسطے
یار کر مجکو محبت آپ تنہا ہوگئی

ہجر مین امید کسکو ہے وصال یار کی
زندگی آخر ہماری اے اجل آ ہوگئی

محتسب بھی دیکھنے آئے ہین سیر میکدہ
دور چشم مست مین بیقدر توبہ ہوگئی

سنتے ہین مجنون ہزارون ہوگئے ہشیار مغز
داستان زلف لیلا الفت لیلا ہوگئی

کس بت فرعون وش کا کشتہ ہون جو قبر پر
لوح مرقد تھی سو لوح سنگ موسی ہوگئی

ہمدمو کیا پوچھتے ہو حال روز قتل کا
مین یہ سمجھا موت خود محو تماشا ہوگئی

وحشت دل نے ہمارا ساتھ چھوڑا ہی نہین
بعد مردن خاک میری گرد صحرا ہوگئی

دو قدم سے چلنے نہ پایا تھا کہ وہ خوشخرام
مردے جی اٹھے قیامت فتنہ برپا ہوگئی

ابرو اس سفاک کا شمشیر ہے
جسکا ہر ہر موی مژگان تیر ہے

سرخ مہندی اونکی دامن مین نہین
عاشقونکا خون دامن گیر ہے

اب تو وہ تعظیم بھی دیتے نہین
یہ مری تعظیم ہی توقیر ہے

کوہ غم پہ ہے کمان بے ستون
چشم جاری ہمکو جوی شیر ہے

جو کوئی عاشق ہوا قیدی ہوا
زلف پیچان آپ کی زنجیر ہے

سب بلا سے وہ مرے گھر آگئی
واہ کیا اچھی مری تقدیر ہے

کون ثابت ہوا مجھ پہ قصور
آپ فرمائیں کیا تقصیر ہے

تجھ مجنون کو مبارک ہو جنون
گھر ہمارا خانہ زنجیر ہے

صاف اُس کے ہم بھی دیوانی ہوئی
جس پری کی چاندسی تصویر ہے

زمین عشق آفت خیز اگر لین گے تو ہم لینگے
ترے کوچے مین ای سفاک گھر لینگے تو ہم لینگے

رقیبوں کو سلج ہو کے آؤ وہ جناب اک دن
یہین جیتین انکو پھر تیغ و سپر لینگے تو ہم لینگے

ہمارا کیا کریگا کوئی اس بازار عالم مین
پے قتل عدو تیغ و سپر لین گے تو ہم لینگے

کسیکا منھ نہین ہے تم ہمارا منہ نہ کھلواؤ
لبون کی بوسے کی گنتی اگر لین گے تو ہم لینگے

اُٹھانے دو اُنھین فتنے کہانتک وہ اٹھاتی ہین
رقیبون کی حضور اکدن خبر لین گی تو ہم لینگے

مزار کشتۂ گیسو سے عنبر بار جانان پر
جلانے مشک کا نافہ اگر لین گی تو ہم لینگے

نظر آنے تو دو رخسار گیسو وقت آرایش
بلائین دونو کی شام و سحر لینگے تو ہم لینگے

ارادہ کرکے جنگ زرگری کا امتحان کرلے
تجھے پہلو مین کھینچ ای سیم بر لین گی تو ہم لینگے

قریب مار عقرب کوئی جا سکتا نہین ورنہ
دو بوسے زلف و ابرو کی مگر لینگے تو ہم لینگے

یہ کہدو جا کے اوس بجر کر عم سے ماجرا قاصد
ترے رخسار کے بوسے اگر لین گی تو ہم لینگے

جناب صاف صاف کون یہ جہد اُٹھاتا ہے
دبالِ زلف پیچان اپنی سر لینگے تو ہم لینگے

کیا روزِ قیامت سے شبِ تار بڑی ہے
ایک ایک مٹ ہجر مین ایک ایک گھڑی ہے

رونا ہمین ہے یاد دُرِ دندان تمھاری
اشکونکا تقاطر نہین موتی کی لڑی ہے

ہر دم ہے ترا موت کا پیغام تو کر غور
غافل تجھے معلوم نہین موت کھڑی ہے

مفلس ہون مگر مشتری زہرہ جبین ہون
کوڑی نہین نزدیک پہ ہمت تو بڑی ہے

کیونکر کرین اس طفل پریوش کو مسخر
سونا ہے نہ چاندی ہے نہ بوٹی ہے جڑی ہے

ہر رات مجھے دیدۂ انجم سے ہے چشمک
اک چاند سے کرتا ہے نگہ آنکھ لڑی ہے

ہے بارہ مہینے مرے گھر موسمِ باران
اشکونکا نہین سلسلہ ساونکی جھڑی ہے

رہتا ہے تری زلفِ مسلسل کا تصور
دیوانہ ہے دل پانو مین زنجیر پڑی ہے

کس طرح سناؤن اسے حالِ غمِ ہجران
تھوڑی ہے شبِ وصل کہانی یہ بڑی ہے

بیچ نہین رد سے مصفا کا تصور
آئینۂ دل مین تری تصویر جڑی ہے

نقشہ ترے چہرے کا ہو کیا روئے قمر مین
لاکھا ہے نہ کاجل ہے نہ مسی کی دھڑی ہے

پابند نہ کرون پہنے جو قرآن کا جامہ
واعظ نہین دیوانہ ہے خبطی ہے سڑی ہے

ہے فصلِ بہاری مین مزاجِ جنونکا
ہیہات مرے پانؤمین زنجیر کڑی ہے

اے ہاتف سمجھ صحبتِ احباب غنیمت
سنتے ہین جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے

ہے عشق رخ و گیسوی جانان کئی دن سے
پھرتا ہون شب و روز پریشان کئی دن سے

ہم دل سے ہوا خواہ ہین اک غنچہ دہن کے
ہین گل کی روش چاک گریبان کئی دن سے

رہنے مجھے دیتے ہی نہین دیر و حرم مین ۔ ہین دشمنِ جان گبر و مسلمان کئی دن سے
کیا اپنے تئین عشق کا بیان حال کرون مین ۔ قابو مین نہین میرے دلِ حیران کئی دن سے
دانتون مین خلال آپ جو کرتے ہین سرِ بزم ۔ اک خلق ہے انگشت بدندان کئی دن سے
بوسے لبِ جان بخش کے لون یہ نہین ہمت ۔ ہے دل مین یہی حسرت و ارمان کئی دن سے
اس غیرتِ بلقیس کی کیونکر خبر آئے ۔ آتا ہی نہین مرغِ سلیمان کئی دن سے
پھر شوق ہوا یار کماندار کا ہم کو ۔ پھر دل مین کھٹکنے لگی پیکان کئی دن سے
ہون نزع مین آتا نہین وہ رشکِ مسیحا ۔ ہوتی نہین مشکل مری آسان کئی دن سے
کس طرح سے ہو تا درِ دلدار رسائی ۔ پیاسا ہے مرے خون کا دربان کئی دن سے
اس گل کی جدائی مین کئے مین نے جو نالے ۔ مرغانِ خوش الحان ہین پشیمان کئی دن سے
اے بت سرِ بازار نکھر کر نہ چلا کر ۔ کافر ہوئے جاتے ہین مسلمان کئی دن سے
بیمارِ محبت سے ہے غافل وہ مسیحا ۔ کرتا ہی نہین درد کا درمان کئی دن سے

عاشق ہون کسی مصحفِ رخسار کا ای قضا
قائل ہین مرے حافظِ قرآن کئی دن سے

بلبلون کی باغ مین تاثیرِ شیون دیکھیے ۔ آتشِ گل سے پھکا جاتا ہے گلشن دیکھیے
شمع رویون سے کیا کرتے ہین ہم مضمون رقم ۔ ہے چراغِ بزمِ جانان شمع روشن دیکھیے
گیسوؤن نے پیچ ڈالا جب سے دل مین آپکے ۔ سیکڑون کالی ہوی ہین بیری دشمن دیکھیے
بل بسے رودِ وحشتِ دل ایک ہی جھٹکے کے ساتھ ۔ سیکڑون ٹکڑے ہوئی زنجیرِ آہن دیکھیے

طوقِ آہن کی نہین میرے لئے کچھ احتیاج
حلقۂ گیسو ہوا ہی طوقِ گردن دیکھیے

کونسا صیاد دشمن خوش نواؤنکا نہین
بلبلونکو سیکڑون اُجڑی نشیمن دیکھیے

پیس ہی ڈالین گے اپنے دلجلونکو شام تک
صبح سے ملتی ہین وہ دانتون پہ منجن دیکھیے

بس نہین چلتا لگا دین دیدۂ بینا کو ہم
چشمِ حسرت ہی درِ جانان کی روزن دیکھیے

آسمان حسن وخوبی کیون نہو وہ شہسوار
ہے ہلالِ عید ہر اک نعلِ توسن دیکھیے

عشق نے سیمین عذارون کے کیا وحشی مجھے
نقرۂ ہو جائے گی زنجیرِ آہن دیکھیے

جب سے اُس دیوانے کو جامہ دریکا شوق ہی
جسمِ عریان ہے ہر مانندِ سوزن دیکھیے

بعد مرنیکے بھی ہی باقی مجھے شوقِ عروج
گنبدِ چرخِ برین ہے برجِ مدفن دیکھیے

حسن یہ ہی دونون ہین وارفتہ جسکی یاد مین
عقل سے معذور ہین شیخ و برہمن دیکھیے

تنگ چشمونسی نہین آزاد طینت کو غرض
دامنِ صحرا نہین محتاج سوزن دیکھیے

ہو گئی ہین باغ مین شاید کسی بلبل کے پھول
جا بجا نغمہ پڑھتے ہین قُلِ مرغِ گلشن دیکھیے

ساتھ ہی لیجائیے اپنے دل پہ داغ کو
سیرِ گلشن خاک مین بھی بعد مردن دیکھیے

صاف ہے اُنکی روے روشن پر نہین کاجل کا تل
جلوہ گر کعبہ مین ہے ہندو کی رہزن دیکھیے

دستِ وحشت سی کہو جامہ دری ہے کیسی
وائے زلف ہون شوریدہ سری ہے کیسی

ایکسان تیری تصور مین ہی بیداری وخواب
ہوش کہتی ہین کسے بیخبری ہے کیسی

خود پسندیکا اگر شوق نہین ہی تو انہین
آرسی سامنے پھر انکی دھری ہے کیسی

پاؤن تھم ہو گئی ہیہات دل خانہ خراب
ٹوہ کسکی ہے تجھے دربدری ہے کیسی

دل لگانے کے نہین تیری سوا غم سی ہم
تجھکو ہم جانتے ہین حور و پری ہے کیسی

ایڑیان طالب دیدار رگڑاتی ہین بہت
تیرے کوچے مین یہ بیسدوگری ہے کیسی

عشق سی چونکا کے وہ فرماتی ہین مجکو دم نزع
آپ مین آئیے یہ بے خبری ہے کیسی

ہم شب ہجر مین جیتی رہے تا وقت سحر
زندگی شکل چراغ سحری ہے کیسی

الفت ساقی کوثر سی ہے دل مالامال
یہ صراحی مے خالص سی بھری ہے کیسی

زلف شکین کا اگر عشق نہین ہے تمکو
صاف پوشاک تمہاری اگری ہے کیسی

دل بدن فرقت مین لاغر حال جسم زار ہے
بہ نقاہت ہو گئی ہے ناتوانی بار ہے

عشق ابرو مین خیال چشم مست یار ہے
پاس مسجد کے بنا ہی خانۂ خمار ہے

او پری پیکر تمہارے ہاتھ کا چھلا ہے
خاتم دست سلیمان کب مجھے درکار ہے

صورت آئینہ ہے مجکو ہر اک سنگ مزار
بعد مردن بھی لحد مین حسرت دیدار ہے

دولت دیدار سے محروم ہی چشم امید
خواب غفلت مین ہمارا طالع بیدار ہے

گر چکے بنیاد مین اسکی ہزارون خندہ رو
قہقہا دیوار قصر یار کی دیوار سے

زندگی کو مدت سمجھے ہم فراق یار مین
اسلئے سر پر ہمارے گنبد دوار ہے

دیکھ جاؤ اک نظر ورنہ بہت پچھتاؤگے
اب مسیحا جان برلب آپکا بیمار ہے

یون بھی ہین بدمست لیکن تشنگان دید کو
اک نگاہ لطف اے ساقی تری درکار ہے

اسکی آنکھونمین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
خلق کہتی ہے عبث سے مردمِ بیمار ہے

جمع رہتے ہین وہان بھی سیکڑون آہو بچال
کوچۂ دلدار گویا مصر کا بازار ہے

رات دن ہے تکتکی اپنی درِ دلدار پر
دیدۂ بینا بعینہ روزنِ دیوار ہے

خواہشِ ملبوس کب ہے زخمیونکو آپکے
پیرہن کی جائے تن پر زخمِ دامندار ہے

شکل روئے یار کو سمجھا ہون شکلِ منہ ہی کی
حلقۂ زلفِ مسلسل حلقۂ پرکار ہے

تیر سے کچھ کم نہین تھی مرے ناسور کی
ہر دہانِ زخم بھی گویا لبِ سوفار ہے

رات دن لکھتا ہون مین اپنے دلِ سوزان کا حال
یک قلم خامہ مرا منقارِ موسیقار ہے

صاف قامت سی تو آتا ہے قیامت ہی عیان
آفتابِ حشر اک یار کا رخسار ہے

دو دن جہانمین کسی سے بھی خضر اگر راہزن ملے
لازم سلوک ہے جو غریب الوطن ملے

تھوڑا سا رخت چاہیے اس باغِ دہر مین
بس ہے قبائے گل جو برائے کفن ملے

پھولون کی جائے وادیِ ایمن مین آگ بون
پتھر چڑھاؤن گر لحدِ کوہکن ملے

یوسف کی طرح سے ہو مرا خاتمہ بخیر
یہ آرزو ہے تیغ مین سیبِ ذقن ملے

مجھکو کلامِ تلخ سناتے ہین بے نقط
کہتا ہون مین جو بوسۂ شیرین دہن ملے

کیونکر لکھون نہ مین صفتِ زلفِ مشکبو
جائے قلم جو شاخِ غزالِ چمن ملے

منصور وار عشقِ قدِ زلفِ یار مین
جو کوئی حق کہے اسے دار و رسن ملے

سمجھونگا اسکو خلعتِ سندس ہوا نصیب
میلا جناب کا جو کوئی پیرہن ملے

کس سے سلام یار کا پوچھون یا نفس
رہبر نہیں [illegible] ملے

فردوس کا چمن بھی ملے تو نہ ہو خوشی
نو روز ہو جو وہ بت گل پیرہن ملے

توڑون گا اسکے سامنے پیمانہ عمر کا
مے خانہ مین جو ساقی پیمان شکن ملے

متفرقہ

بات کچھ کہتا ہون کچھ منہ سے نکلجاتی ہے
یا تیغ زبان قتل مین چلی جاتی ہے

پس مردن بھی کبھی جاے تجھے لذت کی
دل تو رہتا ہے رہین یعنی چلی جاتی ہے

کیا کرین آپ کی ہم چشم فسونگر کی صفت
آدمی کیا ہے ... دیکھ کے بھی جاتی ہے

نہیں ٹوٹی ہین ابھی یار ترے وعدوں کی داستان
کیون تری منہ سے ترے بات نکلجاتی ہے

اف ری گرمی جو کبھی سوز جگر کہتا ہون
شمع کی طرح زبان خامہ کی جلی جاتی ہے

باغ کی سیر کو اے سرو سہی چل تو سہی
ابھی نکہت رخ گلشن کی اڑی جاتی ہے

اف ری گرمی بیان صفت چشم بتان
موم کی طرح زبان منہ مین پگھلی جاتی ہے

کیون نہ جوہر کرین عشاق جو ہین ابرو کی
دمبدم آپ کی تلوار اگل جاتی ہے

یاد آتی ہے کبھی آہ جو بیتابی دل
گور سے لاش پس مرگ نکل جاتی ہے

دنیا مین نہین کسکو سر زلف بتان ہے
سودا ہے کسیکو تو کسیکو خفقان ہے

آتے ہین زیارت کو عبث شیخ و برہمن
کچھ تو ہے تمہین تو نہین دیر بتان ہے

ابرو ترا کچھ کم نہین محراب حرم سے
کعبہ ترا اے قبلہ حاجات مکان ہے

واللہ مرے پر بھی رہی راہ بتون سے
پتھر مری تربت کا مگر سنگ گران ہے

عشق رخ و گیسو مین نہین چین سر مو
دن رات مجھے شغلۂ آہ و فغان ہے

کیونکر نہ کہے خلق تجھے رشک مسیحا
کوٹھے پہ ترے چرخ چہارم کا گمان ہے

رفتار سے برپا ہے تری فتنۂ محشر
آثار قیامت تری قامت سے عیان ہے

والشمس رخ یار ہے واللیل ہے گیسو
فرقت مین یہی آٹھ پہر ورد زبان ہے

ہم پلہ ترے کون ہے بازار جہان مین
بیعانہ ترا قیمت یوسف سے گران ہے

گریہ نے بنایا ہے مجھے مردم آبی
جامہ کا ہر اک پاٹ مری آب روان ہے

زنہار نہ سمجھین سخن یہ رد باطل بیت
اے صاف مرا شعر ہر اک شیشۂ نیسان ہے

داغ دل جب سے نمایان ہو گئے
انجم افلاک پنہان ہو گئے

کر کے پابوسی ترے دیوانگی
نشتر ہر خار بیابان ہو گئے

مر مٹے پر بھی رہے پامال ہم
گرد راہ کوے جانان ہو گئے

چین فرقت مین کسی پہلو نہین
حضرت دل دشمن جان ہو گئے

عشق مین اک آئینہ رخسار کے
صورت آئینہ حیران ہو گئے

کیا کہین اپنی پریشانی کا حال
ہمسر زلف پریشان ہو گئے

دل ہمارا یار پر کیا آگیا
جان ہی جانے کے سامان ہو گئے

حسن کا اب انکے یہ عالم ہوا
دیکھکر آئینہ حیران ہو گئے

رفتہ رفتہ صورتِ نقشِ قدم ‏ ‏ ‏ ہم مقیم کوے جانان ہوگئے
خون پیتے ہین فراقِ یار مین ‏ ‏ ‏ ہم غذاے دردِ ہجران ہوگئے

گفتگو کرنی جنہین دشوار تھی
صاحب وہ غزل خوان ہوگئی

واہ کیا عز و وقارِ فیض ہے ‏ ‏ ‏ آلِ تمغا روزگارِ فیض ہے
طالبِ جان ہے اگر یہ وہ واہ ‏ ‏ ‏ داغ دلِ شمعِ مزارِ فیض ہے
رئیس کیا اُسکو مزارِ فیض ہے ‏ ‏ ‏ ہے خضر یہ رہگذارِ فیض ہے
روز ریان نوروز ہے میری لئی ‏ ‏ ‏ تیس دن فصلِ بہارِ فیض ہے
حجِ کعبہ ہو مبارک شیخ کو ‏ ‏ ‏ ہم ہین اور طوفِ مزارِ فیض ہے
چشمۂ خورشید سی کیا دون مثال ‏ ‏ ‏ دیدۂ تر اشکبارِ فیض ہے
ہر طرف ہے اور ہی رنگِ بہار ‏ ‏ ‏ جا بجا نقش و نگارِ فیض ہے
ہر گلی کوچہ ہے رشکِ عیش باغ ‏ ‏ ‏ ہند سے بہتر دیارِ فیض ہے

سُن کے حاسد کیا نہ جائین گے صفا
شعر میرا ذو الفقارِ فیض ہے

ولہٗ

ہم تذکرہ گیسوے پیچان نہین کرتے ‏ ‏ ‏ جمعیتِ خاطر کو پریشان نہین کرتے

کیونکہ شعر ہم سوسے کلیئیا احتراز نہیں کرتی اقرار ہی کرتے ہیں نہ انکار آہسی		ویرانے کو آباد مری جان نہیں کرتے کیا بات ہے وہ منہ سے کبھی ہاں نہیں کرتے

متفرق

زندگی ہو صاف کیونکر وہ ہمیں چھوٹ جائے		زرد مر جاتی ہے اگر جب کہیں جھک ٹوٹ جائے

تمام شد

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ